

اِنَّ الدِّينَ حُتُّ الدِّينِ الرَّسُولِ

ہفت روزہ

خُدایا

جلد (۱) ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۳۷ء شمارہ (۱۲)

نیرپرستی۔

شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہ العالی

شیر نوالہ دروازہ لاہور

چند لکھنے والے

مولانا احمد علی صاحب
ماسٹر لال دین صاحب خٹک
صوفی عبد المجید صاحب تروش
مولانا فیاض الرحمن صاحب درجہ اولی
میاں فضل الرحمن صاحب قاسم
خان عبد المجید خان صاحب
سید مشتاق حسین صاحب بخاری
مولوی محمد مقبول اللہ صاحب
چوہدری عبد الرحمن خان صاحب

جو کہ ہر

جمعۃ المبارک

بدینہ مرتبہ

سالانہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے

مدت ثبوت

عبد المنان چوہان

کو پابندی کے تحت شائع ہوتا ہے

قیمت فی پیچہ

چار آنے

یکے از مطبوعۃ انجمن خدام الدین اہل

سکھ ۲۵۵۵

۸ ذی الحجہ - ۲۹ جولائی

خطبہ یوم جمعہ

مسلمانوں میں زندگی کی روح چھو والی عید قربان

ابراہیمی قربانی کی تازہ یاد

چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام بنیاد ابراہیمی پر قصر شریفیت محمدی تعمیر کرنے کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ اس لیے آپ نے بھی اپنی امت کو حصول رضا الہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی۔ تاکہ امت محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے۔ اور ہر گاہ گو کا نور ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے۔

تنبیہ

مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کو تھے وقت قربان ابراہیمی کا خیال رکھیں۔ دل کے انہی پاکیزہ جذبات کا نام تقویٰ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب مقبول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:-
لن ینال اللہ لمحومھا ولا دما مھا ولکن ینال التقویٰ منکم (ترجمہ:-
اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے۔ اس کے ہاں (اس) تقویٰ کی قدر و قیمت ہے (جو) قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتا ہے۔

فلسفہ عید قربان

پیغام فتح اسلام

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی تازہ یاد قرار دیں۔ اور ہر سال شیعہ رضاء الہی پر پورا دل و جان قربان ہونے کے لیے دل و جان۔ ظاہر و باطن سے نیا رہیں۔ تو مالک الملک ذوالجلال واکرام عزہ اسمہ وجل محمد ان کی پشت پناہ ہوگا پھر اسے سرفروش خدائیاں اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی۔ خدا تعالیٰ ان کی حمایت کے لیے زمین و آسمان کے لشکر بھیج دے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر میدان میں شیعہ کا سہرا انہیں کے سر پر ہوگا۔ دنیا میں کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاسیہ نہیں لاسکے گی۔ جو قوم مقابلہ میں آئے گی انشاء اللہ منہ کی گھا کر جائے گی۔

قربانی کی فضیلت

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ قربانی کیا چیز ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مہتاب ہے باب ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے عرض کیا ہمارے واسطے اس میں کیا چیز ہے۔ فرمایا قربانی کے جانور کے برہان کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ عرض کیا۔ اگر آدن دالا ہو۔ تو قربان

(باقی مشابہ)

(از مفسر القرآن حضرت مولانا احمد علی صاحب خطبہ جامع شیرالذوال (ہوٹا)

میں انہیں بطریق ادنیٰ کوئی دریغ نہیں ہوگا۔
(۲) جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔ حق مال قربان کر کے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے میں انہیں کیا حذر ہوگا۔
(۳) جب ان کے ہاں جان۔ اولاد اور مال رضاء الہی کے مقابلے میں کوئی چیز نہ تھی۔ تو وہاں حب و وطن، محبت الہی کا کب مقابلہ کر سکتی تھی۔

(۴) جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اور اولاد کی پروا نہیں کرتے تو اعزہ و اقرباء کے تعلقات انہیں دردناک الہی سے کب رہا سکتے ہیں۔

(۵) جب ان کی جان۔ اولاد۔ اور اعزہ و اقرباء اس وقت شیعہ رضاء الہی پر قربان ہو چکے ہیں تو حب و بغض، حباب و دنیا انہیں کب یاد الہی سے غافل کر سکتی ہے۔

(۶) جب رضاء الہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت ان کا دل کب بھلا سکتی ہے

تجدید ملت ابراہیمی

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل ملت ابراہیمی کے مجدد ہیں۔ قولہ تعالیٰ (وجاہدوا فی اللہ من حھادۃ ھو جہادکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ط ملت ابیکم ابراہیم ھو مستحکم المسابین) (سورۃ الحج رکوع ثانی پارہ ۱۵) ترجمہ:- اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو۔ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو (وہو اصول سے) ممتاز فرمایا۔ اور (اس نے) تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔ تم اپنے باب ابراہیم کی (اس) ملت پر (مہیشیم) قائم رہو۔ اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔

قربانی کی ابتداء

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل بنانی تا یحییٰ جب سے سطح دنیا پر پویا گیا ہے اسی وقت سے یہ مبارک رسم قربانی بھی قائم ہوئی ہے۔ قولہ تعالیٰ (وانزل علیہم نبیاء ابھی آدم بالحق از قربا فتربانا فقتل من احدھما ولم ینقتل من الآخر (الانبیاء) ترجمہ:-

ان لوگوں کو آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی۔ پھر ایک کی قبول ہوئی۔ اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ انتہی

ابراہیمی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسماعیل) کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب الہام الہی ہوتے ہیں۔ اس لیے اس خواب کو حکم الہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا بیٹے نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ مبارک پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لیے لے گئے۔ جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹے کو لٹایا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے آواز آئی۔ اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سمجھا کر دکھایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے موضع ایک میڈھا عطا فرمایا۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

ابراہیمی قربانی کے نتائج

۱۔ جب حصول رضا الہی کے لیے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے۔ تو اپنی جان قربان کرنے

روزہ مفت خدائے دین لاہور

ایک یونٹ کا مسئلہ

پاکستان کے دو حصے ہیں۔
(۱) مشرقی پاکستان - یہ حصہ مشرقی بنگال پر مشتمل ہے۔ اور اس میں سہلٹ کا علاقہ بھی شامل ہے۔

(۲) مغربی پاکستان - اس وقت یہ حصہ چار صوبوں اور چند دیسی ریاستوں کا مجموعہ ہے۔ چار صوبے یہ ہیں۔ پنجاب سرحد۔ سندھ اور بلوچستان۔

پہلے تین گورنری صوبہ جات ہیں اور چوتھا ایجنٹ گورنر جنرل کے زیرِ عنوان ہے۔ اس کے علاوہ کراچی بھی ایک صوبہ ہے۔ جو چیف کمشنر کے ماتحت ہے۔

(۳) بہاولپور (۴) خیبر پور میرس (۵) موات (۶) قلات وغیرہ بڑی بڑی ریاستیں ہیں۔

حکومت پاکستان سوائے کراچی کے ان سب صوبوں اور ریاستوں کو اکٹھا کر کے ایک صوبہ بنانا چاہتی ہے۔ اس سے اگر ایک طرف اخراجات میں مختصر کمی ہونے کا امکان ہے تو دوسری طرف حکومت پاکستان اس کے ذریعہ صوبائی ذمہ دیت کو ختم کر دینا چاہتی ہے۔

نظاہر تو یہ دونوں باتیں ملک اور قوم کے لیے فائدہ مند ہیں۔ مگر کچھ افراد اور سیاسی جماعتیں اس سکیم کی مخالفت کر رہی ہیں۔ ہمیں تو ان کی اس مخالفت کے حق میں کوئی وجہ جو اند نظر نہیں آتی۔

نظاہر ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخالفت صرف مخالفت کی غرض سے کر رہے ہیں۔ ان کی مخالفت کے باوجود حکومت اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے پر تلی جیسی ہے۔ اس موقع پر ہم حکومت کی خدمت میں چند معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہمارے ہی ان

معروضات کو درخور اعتنا سمجھا گیا تو ہم یقین ہے کہ اس سے ملک اور قوم کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

اس وقت مغربی پاکستان میں تین گورنر اور ایک ایجنٹ گورنر جنرل ہیں۔ ان کی جگہ نئے نظام میں صرف ایک ہی گورنر رہ جائے گی۔ بے شک اس سے کافی بچت ہوگی۔ لیکن ہماری رائے میں اس سے زیادہ بچت ہو سکتی ہے۔ مثلاً دس کمشنریوں کی بجائے آٹھ کمشنریاں کافی ہوں گی۔ اسی طرح پنجاب اضلاع کی بجائے چالیس اضلاع کافی ہوں گے۔ اسی طرح مغربی پاکستان سولی سیکریٹریٹ کے بجائے بھی بہت زیادہ تخفیف ہو سکتی ہے۔

سننے میں آیا ہے کہ اس کے سکرٹریٹ میں سپرنٹنڈنٹوں کی تعداد ۸۰ سے زیادہ ہوگی۔ اور اسسٹنٹ سیکریٹری ۲۰۰ کے قریب ہوں گے۔

یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ اضر قوم پرستی کے جذبہ سے بالکل خالی ہیں۔ جو کام ملک و قوم کے لیے فائدہ مند ہو اس میں کسی کا لحاظ نہیں ہونا چاہئے۔ جب کمشنروں کو پہلے سے زیادہ اختیارات سونپے جا رہے ہیں تو پھر سکرٹریٹ میں زیادہ عہد رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اب بھی عوام کو شکایت ہے کہ دفاتر کے کارکن اور اضر محنت اور ایمانداری سے کام نہیں کرتے۔ حالانکہ جہاں تقسیم سے قبل ایک آدمی کام کرتا تھا وہاں آجکل چار آدمی کام کر رہے ہیں۔ ایک یونٹ میں تو ایک کی جگہ دس آدمی ہونگے پھر آپ کو معلوم ہے کہ اس کا نتیجہ

کیا ہوگا؟ سازشیں اور لڑائیاں عام ہوں گی۔ صوبائی تعصب جس کو ختم کرنے کے لیے ایک یونٹ بنایا جا رہا ہے وہ پہلے سے زیادہ ہو جائیگا۔ مثل مشہور ہے کہ بے کار آدمی کا دماغ شیطان کی دکان ہوتی ہے۔

صوبائی تعصب ختم کرنے کے لیے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ مگر ہماری رائے میں حکومت کا یہ مقصد پورا نہ ہوگا۔ اس کی ایک وجہ تو ان بیان کی جا چکی ہے دوسری وجہ بھی کیجئے۔ موجودہ صوبوں کا حدود اور اسی طرح رہے گا۔ سندھ

سندھ ہی رہے گا۔ پنجاب پنجاب ہی کہلائے گا۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ صوبائی تعصب کس طرح ختم ہوگا۔ بلکہ پنجابی اضر کی سندھ میں موجودگی اس کو اور ہوا دے گی۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے

وہ یہ ہے کہ سب پاکستانیوں کو اسلام کی سادہ تعلیم سے مزین کر دیا جائے۔ پھر وہ کل مؤمن اشراف کے ماتحت سندھی۔ پنجابی۔ پٹھان یا بلوچی نہ ہونگے اور دست بگریبان ہونے کی بجائے ایک دوسرے کے جاں نثار ہوں گے۔

اگر ہم مسلمان ہوتے تو ہمارا زاویہ نگاہ ایک ہوتا۔ قوم و ملک کی بہتری کے لیے جو آواز موافق یا مخالف سمیت سے نکلتی اس میں ہم سب میں اتفاق رائے ہوتا۔

بعد از خرابی بسیار

بلند کردار کے مقابلہ میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ باد مخالفت کے جھونکے آنے میں اور ناکام واپس بلٹ جاتے ہیں۔

مگر بلند کردار کا انسان کوہ وقار بن کر اپنی جگہ پر قائم رہتا۔ ساری دنیا ایک طرف ہوتی ہے اور اس قسم کا انسان ایک طرف۔ انبیاء علیہم السلام سب اس قسم کے انسان ہوتے ہیں اور یہ درجہ ان کو مضبوط ایمان کی بدولت نصیب ہوتا ہے۔ ان کے بعد ان کے پیچھے جانشینی اور تربیت یافتہ حضرات یہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش

(باقی مشاہیر)

خلافت راشدہ اور خلافت

نماز عشاء ختم ہوئی۔ مسجد نبوی سے صحابہ کرام اپنے گھروں کو رخصت ہو رہے ہیں۔ پیکر ان قدس ان کی جگہ لینے کے لیے آسمان سے حرم نبوی میں جوق و جوق نزول فرما رہے ہیں۔ اور لصد ادب و احترام اپنی ظلوئی آوازوں سے "السلام علیک یا رسول اللہ" کے نغمہ محبت میں محو ہیں۔ تاہلہ مدینہ منورہ لہ آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرامگاہ پر انوار الہی کی بارش ہو رہی ہے۔ اور ادھر رات کی تاریکی اجرام فلکی کی تابانیوں میں اضافہ پیدا کر رہی ہے۔ اس مبارک بستی کے رشک قدسیاں یکیں سونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مگر ایک انسان جس کے چہرے پر سکرتہ تہذیب نے شکن پیدا کر رکھے ہیں۔ اور جس کو فرض منصبی کے احساس نے نہایت پھین کر دیا ہے کسی کام کی تیاری میں ہے۔ یہ مزاج شناس رسول ہے۔ یہ نگاہ سید الانبیاء کا مخرج ہے۔ اور یہ مکتب معظوظی کا وہ طالب علم ہے اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا یہ تربیت گاہ نبوی ہیں۔ کہ "تاکم الہم" کے مقام بلند پر فائز المرام ہو چکا ہے۔ یہ سید القوم خادمہ کی ایک جتنی جاگتی تصویر ہے۔ اس کی کوئی مقررہ خواب گاہ نہیں۔ کیونکہ یہ بے کسوں۔ بینوں اور بیگانوں کے گھروں کا پاک بان ہے مسافروں کے پڑاؤوں۔ ننگے بازوے قافلوں کے خیموں کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور خدمت خلق کرتے کرتے جب نیند غلبہ کرتی ہے تو کبھی مسجد میں اور کبھی کسی پہاڑی کے دامن میں فرش سنگلاخ پر چند ساعت آرام کر لیتا ہے۔

ساکنان مدینہ الرسول کی تسبیح و تہلیل فضا نے عالم کی خاموشی میں موج مہمئی مگایا اس مبارک بستی پر سنانا طاری ہو گیا۔ مگر خلیفہ دوم ستینا فاروق خداوندانہ لباس میں نہایت تیز قدموں سے شہر سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔ دل میں ہمدردی نوع بشر کا دریا موجزن ہے آنکھوں میں شنت رسول کا نوحہ جپ رہا ہے۔ اور زبان پر سبحان اللہ اور اللہ اکبر کی تسبیح خوانیاں ہیں۔ نشیب و فراز کو طے کرتے ہوئے شہر سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر پہنچے۔ تو ایک طرف سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آئی۔ پھر گئے۔ پھر چند قدم اسی سمت کو اور بڑھے۔ دیکھا تو ایک خیمہ نصب ہے۔ یقین کر کے کہ آواز اسی خیمے سے آ رہی ہے۔ قریب تشریف لے گئے۔ سلام مسنون کے بعد دیکھا۔ کہ ایک بدو ہے

جو رات کی تاریکی میں نہایت بے کسی سے خیمے کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت عمر :- براہد محترم کیا ماجرا ہے؟ سید :- دو گروں اٹھا کر سہم کر لیں حضرت عمر :- نہیں۔ اگر نامناسب نہ ہو تو مجھ سے کہئے۔ سید :- (خند سے حوصلہ پاکر) میری بیوی درہ درہ میں مبتلا ہے۔ بے وطن ہوں۔ نادار ہوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تماشا دیکھ رہا ہوں۔ آخر میں اس بیچاری کا اس موقع پر کیا سہارا بن سکتا ہوں۔ حضرت عمر :- (فورا رخصت ہوتے ہوئے) اللہ تعالیٰ بہتر کار ساز ہے۔ اگرچہ بدو ایک اجنبی کی آمد پر خوف زدہ سا ہو گیا تھا۔ مگر گفتگو میں ہمدردی اور حسن تردت کی چاشنی پاکر وہ سے راحت سی محسوس کرنے لگا اور پھر سر جھکا کر دعاؤں میں مشغول ہو گیا۔

پیکر صدق و صفاء خادم خلق خدا سیدنا فاروق اعظم نہایت مریح القدی سے شہر میں داخل ہوئے۔ سید اے گھر تشریف لے گئے۔ جہیں پاک پر سپینے کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلک رہے تھے۔ فورا اپنی اہلیہ حتر کو جگا کر فرمایا۔ کہ اٹھو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سودا کر لیں۔ وہ خدا جس نے آپ کو امیر المؤمنین کی بیوی بنایا ہے۔ وہ آج رات آپ ایک بدو کی خیمے میں واپس گئے فراتس سرخام دے کے کا مطالبہ کر رہا ہے وہ سعید و غنیفہ شرح الحمد للہ کہتی ہوئی اٹھی اور ضروری اشیاء روڈھوڑھنے اور ایک بچہ بن بازہنے میں مصروف ہو گئی۔

ملحد فکریہ

آج سے جوہر سویریں پہلے رات کے اندھیرے میں بھرائے عرب کے سناٹے میں۔ گھر میں نہیں ایک خیمے میں دو شخص نفوس نے ایک بے یار و مددگار میاں بیوی کی خاطر چند گھنٹے صرف کیئے۔ چند درہم خرچ کیئے۔ اس بدو کے عالم میں اس واقعہ کی خبر ایک منتفخس کو بھی نہ ہوئی۔ مگر اس ساعت مبارک سے لے کر آج تک امد پھر آج سے تا قیام قیامت اس کو بیانہ عل اور مر تبانہ مروت کو تاریخ اسلام نے نہ ممتاز مقام بخشا ہے۔ اور خدا نے وہ جمال نے اس واقعہ میں وہ تاثیر پیدا کر دی ہے کہ اس کو پڑھنے اور سننے والے بندگان حق کی رو میں خلق خدا

کی خدمت کے جذبے سے تازہ نگہی سرشار رہیں گی۔ الہی اماندارانہ انداز سے بدو کی خیمے میں داخل ہونے والے کون تھے؟ وہ کونسا بدو تھا۔ جو جبرۃ العرب میں جگہ دنیا کے سب سے بڑے فاجر و منتفخ اور متعس انسان کو اپنی بیوی کے ہمراہ ایک سکین بدو کے دروازے تک لے گیا؟ الہی! وہ کونسی درگاہ تھی؟ جس کی دوری حاصل کر کے عرب کا فاروق اور ان کی مبارک اہلیہ مخلوق خدا کے خادم بن گئے تھے۔ الہی! اس بستی مبارک دنیا کے بڑے بڑے دانشمند لوگ جبرائیل کے خطاب کے جلاو صفقت بیٹے کو کس کی پاکیزہ صحبت نے یہ کیمہ انفسی اور بذل و ایشار کی شایع گرا کر اپنا یہ عطا فرمادی تھی؟

یہ فیضان نظر تھا۔ پاک مکتب کی کرامت تھی سکھائے جس نے اسماعیل کو آداب فرزند بار الہا کیا آج تو اپنے بندوں کو اس منصب پر فائز المرام نہیں کرتا؟ کیا عصر حاضر کی وزارتیں بھی اسی خدمت خلق کے جذبے سے ہی وجود میں آتی ہیں؟ الہی! اجماعے ENGLAND RETURN AMERICAN MADE لیڈر اور ملک دولت کے رہنما۔ جاہ طلبی۔ زر طلبی۔ رشتہ پرندی۔ رشتہ غریب کشی۔ حیا سوزی۔ فقر رنگ و نسب۔ لوٹ گھسٹ ملت فردوسی۔ اسلام دشمنی اور لادینی کے ہلک امر میں کیوں مبتلا ہیں؟ الہی تو اپنے بیکسوں۔ غریبوں اپاہجوں اور ناداروں پر رحم فرما۔ اندہ ہماری ملت کے ناخداؤں میں صدیقی متابیت رسول۔ فاروقی عدل و مروت۔ عثمانی علم حبیب اور مرتضوی علم دہل پیرا کر جمع بہ واقعہ سابقہ :-

حضرت عمرؓ اپنی بیوی کے ہمراہ شہر سے مدنی جلدی باہر گئے اور سیدھے بدو کے خیمے کی طرف قدم بڑھائے۔ زراہ غصی ہر کس کہ بے منت قدم ساید ہر گاہ کہ بداد از و پلے نہا جتے فرشتگان ارغ و سما اس مبارک جگہ سے کی نکلے تی نقل و حرکت پر حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ مدنی رپورٹر (کرانا کاتبین) قدم قدم کا حساب لکھ رہے تھے۔ مگر جس جذبے کا صلہ فروس بریں بن سکتا تھا اس کا صحیح جائزہ صرف خالق کون و مکان کی کریمانہ نگاہیں ہی کر رہی تھیں جن کو لطیف و خبیر ہونے کا حق حاصل ہے۔ مقام حیرت ہے کہ خلافت راشدہ کا مالک جس کے مبارک جوتوں پر اچھل کی ہزاروں کیا لاکھوں وزارتیں قربان کر دی جاتیں۔ خداوند حیثیت سے ایک بیکس انسان کی بدو کے لیے جارہا ہے۔ خیر حضرت سحر نے خیمے کے پاس بیٹھ کر سلام کے بعد بدو سے اپنی بیوی کے اند جانے کی اجازت طلب کی۔ بدو نے بخوشی اجازت دے دی۔ اتنے میں (باقی صلاحت)

مصلح

بدگاہِ خیر الانام (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سلام اس پر کہ مکہ مطلع انوار ہے جس کا
 سلام اس پر کہ کلب کی جنبشِ چشمہ جیواں
 سلام اس پر کہ جس کے ہاتھ میں درہِ نور جاو
 سلام اس پر جو برسا بر رحمت بن کے عالم پر
 سلام اس پر کہ پیواؤں کا بلجا ذات تھی جس کی
 سلام اس پر کہ نور حق کی ہیں نچھ ضیا دلی
 سلام اس پر بشارت جسکی ملتی آئی نبیوں سے
 سلام اس پر کہ جو ناشاد کو بھی شاد کرتا تھا
 سلام اس پر کہ دنیا خوشہ چیں ہے جسکے خرم کی
 سلام اس پر بدینہ مخزن اسرار ہے جس کا
 سلام اس پر کہ جسکی آنکھ کی گردش مئے عرفاں
 سلام اس پر کہ جس کے جام میں قطرہ مئے اود
 سلام اس پر جو چمکا نورِ وحدت بن کے عالم پر
 سلام اس پر پیموں کا سہارا ذات تھی جس کی
 سلام اس پر کہ جس نے ظلمتِ باطل مٹا دلی
 سلام اس پر کہ عالم منتظر تھا جس کا صدیوں سے
 سلام اس پر جو رنجِ کفر سے آزاد کرتا تھا
 سلام اس پر خرد ادنیٰ جھلک جسکے نشین کی
 سلام اس پر سر و شِ ادنیٰ سا بندہ جسکی چوکھٹ کا
 سلام اس پر غلامی جسکی سرمایہ ہے عزت کا

مجلسِ کرم

آج شہرہ روزی المومنین ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۵۵ء ذکر کے بعد محمد و مناد مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

☆ مرتبہ جیدہ علی عبد الرحمن صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

مرض تطیف اور اس کا علاج

الحمد لله وحده وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى - اما بعد مرض یہ ہے کہ بیعت کا تعلق اصلاح باطن کے لئے ہوتا ہے۔ باطن کی اصلاح ہر جگہ نہیں ہو سکتی۔ لاہور میں بے شمار تعلیم گاہیں موجود ہیں لیکن وہاں اصلاح باطن نہیں ہوتی۔ اگر امراض روحانی سے شفا نہ ہو تو یہ امراض قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیں گی۔ قیامت کے دن تڑپاؤں کی اور جہنم میں پہنچائیں گی۔ اس کے بعد اگر ایمان سلامت ہو گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکل آئیں گے۔ سورۃ الحجۃ میں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض اربعہ کا ذکر آتا ہے۔ اور جگہ بھی ان کا ذکر آتا ہے۔ سورۃ الحجۃ میں ارشاد ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ

(اللہ تعالیٰ) نہ ہے جس نے ان پر تھولیں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو امراض باطنی سے پاک کرتا ہے۔ امدان کو کتاب (قرآن) اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بند و پیغمبر جبرائیل علیہ السلام قرآن کی آیات لے کر خلق خدا کو پہنچا دیتے ہیں۔ یہ تلاوت آیات ہے۔ صحابہ کرام کو آپ تعلیم قرآن بھی دیتے تھے۔ ان دونوں فرائض میں فرق ہے۔ تلاوت آیات تو یہ ہے کہ آیات امت کو پڑھ کر سنا دیں۔ تعلیم کتاب میں مطلب سمجھانا اور متعلم کے شکوک و شبہات کا وعدہ کرنا شامل ہے چنانچہ قرآن مجید میں کئی جگہ صحابہ کرام کے سوالات کا ذکر آتا ہے۔ کبھی تیارنے کے متعلق سوال کرتے ہیں (یستأذنون عنی ایستأذنون) کبھی راہ خدا میں خرچ کرنے کے متعلق پوچھتے ہیں (یستأذنون عنی ایستأذنون)

اسی طرح روایات میں ان کے سوالات کا ذکر آتا ہے مثلاً ایک صحابی دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر نجات کے پروگرام کے متعلق پوچھتا ہے (ما انتاجہ) ان سوالات کے جوابات قرآن و حدیث میں محفوظ ہیں۔ یہ تعلیم کتاب کا فرض ادا ہو رہا ہے۔

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دانش کی باتیں بھی سکھاتے اور تزکیہ نفس بھی فرماتے تھے۔ نبوت کے سوا آپ کے تمام کمالات منقول ہوتے ہوئے آ رہے ہیں۔ اور ان کمالات کے حاملین اب تک رہے ہیں۔ اب بھی موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ انہیں کی برکت سے آج تک اسلام زندہ اور تابندہ ہے۔ حفاظ مکاتب سچول کو ناظرہ قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔ یہ تلاوت آیات کا فرض انجام دیتے ہیں علمائے کرام تعلیم قرآن کا اور ادیب کرام تزکیہ نفس کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ ان کی صحبت میں امراض باطنی دھوم مچا رہے ہیں۔ بشرطیکہ شیخ کامل اور طالب صادق ہو اور عقیدت۔ ادب اور اطاعت میں فرق نہ لگنے پلٹے ورنہ نہ

ہندوستان قیمت راجہ سو داڑ پر کمال کہ خضر آب حیات نشہ می آرد سکند را حضور کی صحبت میں رہ کر عبد اللہ ابن ابی جہنم کا اندھن اٹھا لئے بنا کہ اس کو آپ سے نہ عقیدت تھی۔ نہ ادب اور نہ اطاعت کرتا تھا۔

جسمانی ہو یا روحانی۔ بیماری اندھ ہوتی ہے اور اس کے اثرات باہر ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور آپ کی ہر کیمیا اثر کی برکت سے تمام امراض روحانی سے پاک ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کے بے شمار مناقب ہیں۔ مثلاً حضورؐ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ مزید فرمایا کہ عمرؓ جس راستہ سے گزر جاتا ہے شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچے اور

ہستی فنا ہو گئی۔

الہی صفت و الجماعت کا ایمان ہے کہ ساری امت میں صدیق اکبرؑ کے بعد عمرؓ کا درجہ ہے۔ آنحضرتؐ نے اسلام کا پورا لگا دیا۔ صدیق اکبرؑ نے اس کی اُبیاری کی۔ عمرؓ کے زمانہ میں اس کی تکمیل ہوئی۔ اس کے باوجود حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے دریافت کرتے ہیں کہ میرا نام منافقین کی فہرست میں نہ نہیں۔ ایک دفعہ ابو موسیٰ اشعرؓ سے بائیں فرما دے۔ بے تحاشے۔ دوران گفتگو میں فرمایا کہ ہم نے حضورؐ کے زمانہ میں جو کام کئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس پر صاف کر دی۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ان کاموں کا اجر نہ دے اور آپ کے بعد جو کام کئے ان پر گرفت نہ کرے اور اس طرح پاڑ جھاڑ ہو جائے۔ تو میں سمجھوں گا کہ یہ سنا صواب ہے۔

آپ بادشاہ اسلام ہیں۔ اور بیت المقدس کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں مگر پرین مبارک میں تیرے پیوند لگے ہوئے ہیں۔ غلام کے منقلب کہیں نہیں آتا کہ اس کے بھی کمرہ میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ رات کو مدینہ منورہ میں پہر بھی خود ہی دیتے ہیں۔

ایک بڑھیا کی رات کو خدمت کرتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ خلیفہ تو مجھے ہونا چاہئے تھا۔ ایک دفعہ رات کو گشت فرماتے ہوئے ایک ایسے خیمہ کے پاس پہنچے جہاں سے بچوں کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ ان کی والدہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بچے بھوک کے مارے رو رہے ہیں۔ گھر میں پکانے کے لیے کچھ موجود نہیں۔ مگر بچوں کی ماں نے پانی کی دیگی آگ پر چڑھا رکھی ہے کہ شاید بچوں کا دل اس طرح بہل جائے۔ اور وہ کسی نہ کسی طرح سو جائیں۔ حضرت عمرؓ یہ سب ماجرا دیکھنے کے بعد واپس آ جاتے ہیں اور بیت المال سے ایک بودی اٹھا اٹھا کر یہاں پہنچا دیتے ہیں۔

خدا کے فضل سے مجھے چالیس سال پڑھتے پڑھاتے ہو گئے۔ میں بھی اسی اٹھیاالی سے ہو کر نکلا ہوں اس لیے مجھے معلوم ہوا۔ ہے کہ مدارس عربیہ میں تعلیم ہوتی ہے۔ مگر تربیت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک عالم لفظ تہجد پر دو گھنٹے بول سکتا ہے۔ مگر اس علمی شان کے باوجود وہ تہجد کا پابند نہ ہو گا اور ان کے اللہ پر تہنیت کے عام طوط پر حمد۔ کبر۔ عجب وغیرہ سب روحانی بیماریاں موجود ہوتی ہیں۔ مثلاً حضورؐ کی عادت مبارک تھی کہ دسترخوان پر جو کچھ آجاتا تناول فرما لیتے۔ اگر پسند نہ ہوتا تو چھٹکے سے اٹھ کر تشریف لے جاتے اور زبان سے کچھ نہ فرماتے۔ مگر ہمارے علمائے کرام جیل میں باورچی کو ڈانٹیں اور سے حق قورمہ میں پانی کیوں پاتی۔ ہاں اور یہ تہذیب اکثر اسے ہوتی ہے کہ میں ایک دن ایک عالم کی کوٹھڑی میں چلا گیا۔ اور عرض کی کہ کیا آپ کو حضورؐ کے اس ارشاد کا علم

جواہر لکھا

از جناب مولوی محمد مقبول علم بی اے لاہور

سورہ فاتحہ میں

پانچ باتیں اللہ تعالیٰ سے منطوق ہیں اور سات انسان کے متعلق۔ یہ گویا بارہ موقی ہیں جو اس سورت میں رکھے گئے ہیں۔ اگر ان کی قدر کی جائے اور انہیں اپنی زندگی کی زینت بنایا جائے تو دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے منقون پانچ باتیں سن لیں :-

۱۔ اَلْهُدٰی سَبِيْلٌ :- اللہ تعالیٰ کو مستجمع جمیع صفات کمال ذات یعنی کمال کی جتنی صفات ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں۔ کوئی اس جیسا نہیں۔ وہ خالق ہے باقی سب مخلوق۔ وہ رازق ہے باقی سب مرزوق، وہ مالک ہے باقی سب مملوک، وہ مولیٰ ہے باقی سب اس کے بندے۔ اس کے سوا کوئی رب نہیں۔ کوئی حاکم نہیں۔ کوئی معبود نہیں۔ وہی سبک محبوب ہے۔ وہی سب کا مقصود ہے اس کی بندگی کرنی چاہئے۔ اسی کے حکموں پر چلنا چاہئے اور اسی کی رضا کا طالب بننا چاہئے۔

مرکز اَلْهُدٰی سَبِيْلٌ ایک ہے۔ دو نہیں، تین نہیں۔

وہ انتظام مقدر ہے کہ سب سے بے نیاز ہے۔

اس طاقت کا منبع اس کی اپنی ذات ہے۔ کوئی اور نہیں۔

اور نہ یہ طاقت کسی اور کو منتقل ہو سکتی ہے۔

اور نہ کوئی اور طاقت پیدا کر کے اس کے برابر

مقابل بن سکتا ہے۔ یہی کمال توحید ہے جس کا ذکر

سورہ اخلاص میں کیا گیا ہے۔

سجادت انسانی یہی ہے کہ اس مرکز کے تابع ہو کر رہے

اور اس کا نائب بن کر وراثت الہی کا مالک بنے اور اس

کا ثناء چلائے۔ اسی میں انسان کا کمال ہے اور اسی

میں اس کے لیے عزت و نجات ہے۔

۲۔ اَلْیَوْمِ سَبِيْلٌ :- اللہ تعالیٰ رب ہے۔ یعنی ہر

شے کو پیدا کرنے کے بعد مناسب تربیت سے درجہ کمال

تک پہنچانے والا۔ اور تربیت و پرورش کے لئے ضروری

سامان جیسا قرآن نے والا۔ گویا مرکز ربوبیت بھی اللہ ہی کی

ذات ہے۔ اور اس نے انسانی کی ترقی و تکمیل کے لیے جملہ

مادی و غیر مادی اسباب پیدا کئے ہیں۔ ان اسباب سے پورا

پورا فائدہ اٹھایا جائے اور زندگی کی مشکلات کو انسان

کے لئے ان سے کام لیا جائے۔ اسی سے دنیا میں

عزت ملتی ہے اور آخرت میں نجات۔

ان اسباب سے فائدہ اٹھانا ہر انسان کا حق ہے

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی مخلوق کی خدمت کی جائے۔ ورنہ مخلوق کی خدمت کے بغیر خدا کی عبادت کا تصور اسلام کے خلاف ہے۔ حاصل یہ ہے کہ خدا سے شکریہ اس کے بندوں سے انصاف کیا جائے۔ سارے دین کا خلاصہ یہی دو باتیں ہیں اور انہی پر انسان کی ترقی اور نجات کا انحصار ہے۔

۳۔ تَخْصِيصُ اسْتِغْنَات :- اللہ تعالیٰ ہی حقیقی

بروگار ہے۔ اگرچہ دنیا ہر کام اسباب کے ذریعہ ہوتا ہے

لیکن حقیقت میں ہر قسم کے اسباب کا پیدا کرنے والا

اللہ ہی ہے۔ اور جب ظاہری اسباب عاجز آجاتے

ہیں اور انسان بے قرار ہو جاتا ہے تو اس وقت بھی

اللہ تعالیٰ ہی دستگیری فرماتے ہیں۔ اس لیے عبادت

کی طرح استغنائت بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

شرف انسانیت اسی میں ہے کہ بندہ مولا کے حقیقی

کے سوا کسی کے آگے یا خذ نہ پھیلائے اور کسی کو اپنا

حاجت روا نہ سمجھے۔ فنی نقطہ سی کی ذات ہے۔ باقی

سب اس کے محتاج ہیں۔ اس سے انسان کے اندر بھی

شان استغناء پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی

یہ صفت ہوتی ہے کہ وہ سب سے بے نیاز اور ایک

اللہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ دنیا کے سامانوں

سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن ان کی محبت میں کم نہیں

ہو جاتے۔ اس لیے ان کے اللہ اشیاء سخاوت اور

فیاضی ہوتی ہے۔ جس سے خود غرضی اور بخل نہیں ہوتا

ایسے لوگ ہی حقیقت میں "انسان" ہیں۔ اور انسانیت

کے سچے خادم ہیں۔ اور ترقی کن انسانی معاشرے کے

قیام کا باعث بنتے ہیں۔

۴۔ طَلَبُ ہِدَايَت :- اللہ تعالیٰ ہمارا خالق

ہے۔ اور وہ ہمارے دنیوی اور اخروی تقاضوں کو

خوب جانتا ہے۔ اس لیے ہمارے کامیابی کے لیے

ہدایات دیتی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ہدای آتے رہے ہیں۔ اور پیغام ہدایت لے رہے

ہیں۔ ہدایت کا آخری مجموعہ فخران حکیم ہے

اب اسی کی پیروی کرنی چاہئے۔ یہی سید ہدایت

ہے اور اسی کے مطابق دنیا کا نظام چلنا چاہئے۔

کیونکہ اس سے بڑھ کر صلیق اور علی والا کوئی نظام

نہیں۔ قرآن کے نظام کو قائم کرنا اور اس کے لیے

جدد جہد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور اس کے

مسلمان بننے کی غرض و غایت یہی ہے حقیقت میں

ہر مسلمان قرآنی انقلابی جماعت کا رکن ہے۔

۵۔ طَلَبُ اسْتِقَامَت :- قرآن کی تعلیمات

پر چلنے کے لئے استقامت کی ضرورت ہے۔ ہدایت

کی طرح استقامت بھی اللہ ہی سے طلب کرنی چاہئے

نفس اور شیطان انسان کے دشمن ہیں۔ ان کے شر

سے بچنا اور سیدھی راہ پر قائم رہنا بہت بڑی نعمت

ہے۔ اسی لیے ادیب نے کلام کے ہاں استقامت کا ذکر

اور اس حق کو نہ کتنا ظلم ہے۔

۳۔ رحمانیت :- اللہ تعالیٰ رحمن ہے۔ یعنی اس کی

رحمت عام ہے۔ اور سب کے لیے ہے۔ نہ پرورش کے

اسباب ہر دو صورت دشمن، ہر مومن و کافر ہر کالے و گولے

کو یکساں عطا فرماتا ہے۔ اس لیے ان میں کوئی تخصیص نہیں

ہونی چاہئے۔ اور ہر ایک کو ان سے فائدہ اٹھانے کا حق

منا چاہئے۔ اس حق کو عام کرنے اور ایک دوسرے کی

طبعی ابتدائی ضرورتیں پوری کرنے ہی سے انسانیت ترقی کرتی

ہے۔

۴۔ رحیمیت :- اللہ تعالیٰ رحیم ہے۔ وہ اپنے فرمانبرداروں

کو خاص رحمتوں سے بھی نوازتا ہے۔ جو اس کی منشاء مواد

کے مطابق اس کے پیدا کردہ اسباب سے فائدہ اٹھاتے

ہیں۔ اور ان اسباب کو بے جا استعمال نہیں کرتے اور

اس کے حکموں پر چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بڑھاتا ہے

اور درجات عالیہ عطا کرتا ہے۔

۵۔ مالکیت :- اللہ تعالیٰ ہی مالک و مختار ہے وہ

انسانی اعمال کے مناسب نتائج پیدا کرتا ہے اور نیکو سکھ

کے فیصلے کرتا ہے۔ قوموں کا عروج و زوال اسی کے قبضہ

میں ہے۔ جو لوگ اللہ کی منشاء و مراد کے مطابق چلتے ہیں

انہیں جزائے خیر سے نوازتا ہے۔ اور جو لوگ خلاف چلتے

ہیں۔ انہیں سزا دیتا ہے۔ اگرچہ اعمال کی جزا و سزا دنیا

ہی میں شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن ان کا ظہور ہر شخص کے

اسباب کی لپیٹ میں ہوتا ہے۔ جو اس کے ارادہ و عمل

اور نظام عالم کی بھی رعایت رکھی جاتی ہے۔ اس لیے

بعض اوقات مکمل ظور نہیں ہوتا۔ یا اسے طغویٰ کر دیا جاتا

ہے اور مرنے کے بعد عالم آخرت میں مکمل ظور ہو جاتا اور جو

کیا ہے اس کا پورا بدلہ ملے گا۔ کوئی اس کو روکنے کی قوت

نہیں رکھتا۔

جس قدر کسی شخص میں اعمال کی جمابردی کا احساس

زیادہ ہوگا۔ اسی قدر وہ ظلم و طغیان سے بچے گا اور عزت

و اطمینان پاسے گا۔

انسان کے متعلق سات باتیں یہ ہیں :-

۱۔ تَخْصِيصُ عِبَادَت :- مسجد حقیقی فقط اللہ تعالیٰ

ہے۔ اس لیے سب کی عبادت کی جائے۔ سب بڑھ کر

سے سب محبت کی جائے۔ اور اس کی رضا طلبی کو مقصود

بنایا جائے اور اس میں کسی کو شریک نہ بنایا جائے اس

سے انسان ترقی پاتا ہے۔ اور اس کی تکمیل ہوتی ہے

اسلام غیر مسلم کی نظر میں

ترجمہ: سید مشتاق حسین صاحب بخاری
جی ۱۰-۵۔ ایل ایل بی

توسل سے پیغام الہی وصول کرنا شروع کیا۔

تقریباً ہر ایک اولوالعزم پیغمبر کی طرح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا تعالیٰ کے حکم کا ترجمان تھے۔ اپنی بے سرو سامانی کی وجہ سے شرارتیں تھیں۔ البتہ حضرت جبرائیل نے کہا دو پرچے تھے، جہاں تک ہم جانتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مشکل لکھ پا رہے تھے۔ لیکن انہوں نے وہ الفاظ کہنا شروع کر دیئے جنہوں نے کمرہ ارض کے وسیع خطہ میں انقلاب برپا کرنا تھا۔ یعنی ”صرف ایک اللہ ہے“

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیغام نے دو ہندو عربوں کو بکھلا دیا۔ جن کا ایمان معتد خداؤں پر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیروکار اپنے وطن مکہ سے نکال دئے گئے۔ ضمیر کی آواز کی آندھی کے لیے جب انھیں لڑنا پڑا۔ جس کے وہ مبلغ تھے تو وہ ایک پورے فوجی رہنما بن گئے۔ اگرچہ وہ بار بار میدان جنگ میں کم تعداد اور بے ہتھیار آدمیوں کے تھے کہ ایک کے مقابلے پر پانچ پانچ تھے) کے ساتھ گئے۔ لیکن ان کی بعض فتوحات بہت نمایاں ہیں۔ بعد ازاں وہ ملک کے حکمران بن گئے اور ان کے دشمنی تک کہنے پر مجبور ہو گئے کہ انہوں نے نہایت دانشوری سے حکمرانی کی۔ جس عقل خداوند سے آپ نے حکمرانی کی وہی آج کا اسلامی قانون ہے۔ آخری سالوں میں انہیں امر یا دھمب بننے کے لیے کہا گیا لیکن انہوں نے دونوں چیزوں کو ٹھکرا دیا۔ اور کہا وہ اللہ کے پورے اور رسول میں جنہیں اس کا پیغام دے کر دنیا میں بھیجا گیا ہے۔

اپنی غیر معمولی شخصیت کے زیر اثر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرب اور مشرق وسطیٰ میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ انہوں نے مذہب اسلام کی تبلیغ فرمائی کہ معبود صرف اللہ کی ذات ہے انہوں نے صحرائی رواج کی مقید عورت کو آزاد کیا اور عام معاشرتی انصاف کا پرچار کیا۔

مسلمان خاص طور پر چڑھتے ہیں جب مغربی اوب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے عیش پرست مذہب کی داغ بیل ڈالی۔ حالانکہ شرابیوں کے لیے انہوں نے شراب بند کر دی۔ اور آج ہر ذی عقل مسلمان اس برائی سے بڑا ہے سست اور ناصفوں کے باپن انہوں نے پانچ وقت کی نمازوں کا رواج دیا۔ اس قوم میں جو تاؤ و فوش گن تھی انہوں نے سال میں پورے ایک ماہ کے روزے فرض کئے۔

مغربی معاندین نے عیش پرستی کے الزام کی وجہ

ذیل میں ہم قارئین خدام الدین کی خدمت میں ایک غیر مسلم کے مقالہ ”غفلت فہمیوں کا شکار مذہب اسلام“ کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ ناضل مقالہ نگار نے بتایا ہے کہ اسلام کو مغرب میں کس طرح سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہیں۔ جس سے چاہیں اپنے دین حق کی صداقت ثابت کر دلائیں۔ مسلمانوں کا تو فرض ہی ہے کہ اپنے دین کی مدافعت کریں۔ لیکن جس طریقے سے غیر مسلم کے منہ سے حق کی آواز نکلی ہے اس کا اندازہ آپ خود فرمالیں۔ چنانچہ ہم تمام مخالفین اسلام کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر اپنے ہی دینی بھائی کی تحقیق پر غور کریں اور اس سے استفادہ حاصل کریں۔

(ان ارج)

جلسہ عام میں ایک مقرر نے بطور استہزا کہا کہ اگر پہاڑ محمد کے پاس نہیں آئے گا تو محمد کو تو پہاڑ کے پاس جانا ہی پڑے گا۔ اور یہ اکثر بننے والے پیغمبروں کے ساتھ ہوتا ہے اور حاضرین اس پر بہت مخطوط ہوئے۔

سب سے بدتر یہ کہ جہاں وہ گئے (مسلمان سراج) ان کو ”محرری“ کہا گیا۔ اور ان کے مذہب کا نام ”محریت“ لیا گیا۔ یہ دو انتہائی بدقسمت الفاظ ہیں جو اس ذی ہمت مذہب کے متعلق استعمال ہو سکتے ہیں۔

آئیے ہم دیکھیں کہ یہ تحریات اسلام کے ماننے والے کے لیے جارحانہ کیوں ہیں؟

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ملہم بانی مذہب انسان میں جنہوں نے اسلام کی بنیاد استوار کی۔ اس کی بنیاد آدم کے وقت رکھی جا چکی تھی۔ وہ شامہ میں بمقام مکہ پرپا ہوئے وہ پیدا کتنی یتیم تھے۔ ہر وقت غریب۔ محتاج۔ بیوہ۔ یتیم۔ غلام اور مصیبت زدہ کی امداد پر آمادہ رہتے۔ بیس سال کی عمر میں وہ ایک کامیاب تاجر تھے۔ اور جلد ہی ایک اہل ثروت بیوہ خاتون کے کاوندہ مقرر ہو گئے۔ جب عمر ۲۵ سال کو پہنچی۔ تو اس خاتون نے ان کی خصوصیات کا اعتراف کرتے ہوئے شادی کی۔ تجویز پیش کی۔ اگرچہ وہ آپ سے ۱۵ سال عمر میں بڑی تھیں۔ لیکن آپ نے ان سے عقد کر لیا اور جب تک وہ حیات رہیں آپ نے اس کے ساتھ ایک وفا شعار خاوند کی طرح زندگی بسر کی۔

چالیس سال کی عمر تک صحرا کے یہ مکین نہایت پرانے زندگی بسر فرماتے تھے۔ جہر شناس بیوی۔ مذہب ادا اور دولت سب کچھ آپ کے پاس تھا۔ پھر عیسائی مسلمان یقین رکھتے ہیں واقعات کے ایک ڈرامائی اور خوفناک تسلسل کے بعد انہوں نے حضرت جبرائیل کے

ہ آج کی دنیا میں ایک عجیب ترین حقیقت یہ ہے کہ اسلام جو یہودیت اور عیسائیت سے بہت حد تک مماثل ہے۔ یورپ اور امریکہ میں سطحی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ چونکہ دنیا میں ۳۵ کروڑ مسلمان ہیں۔ جو کہ ارضی کے اہم مقامات پر قابض ہیں۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ اس مذہب کو ذرا غور سے دیکھا جائے۔

ایک مقتصد مسلمان کے ساتھ جنوں نے حال ہی میں امریکہ کا دورہ کیا ہے۔ جو واقعات پیش آئے ان کی آپ خود ہی اندازہ لگا لیے کہ یہ ناشائستہ حرکات کہاں تک درست تھیں۔

شہر نیویارک کے گرجا۔ انہیں ایک تصویر دکھائی گئی اور کہا گیا۔ دیکھو! ہم بھی تمہارے پیغمبر کی یاد دیتے ہیں۔ لیکن تصویر میں حضرت عیسیٰ۔ حضرت مرثیٰ اور تہا تا بدھ تو ارواح انسانی کا تجسس استدلال اور ضیا سے کر رہے تھے۔ البتہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ میں ایک تلواریں دکھائی گئی تھے اور ان کی پیشکش تھی قبولیت اسلام یا بصورت دیگر ہلاکت۔ (غور بالاء)

بعد ازاں انہوں نے ایک فلم دیکھا جس میں مقدس اور بہادر عیسویوں کو اہل قافلہ مسلمانوں کے ساتھ عیسائیت کے شہر بیت المقدس کے قبضہ کے لیے لڑتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ عیسوی بطور ذی علم اور حساس انسانوں کے نمایاں تھے۔ لیکن مسلمانوں کو جاہل وحشی ظاہر کیا گیا تھا۔

ایک اخبار نے یہ افتر باذہمی کہ حضور اقدس کا جسد اطہر زمین و آسمان کے درمیان پر اصرار طور پر موجود ہے۔ ایسی روایت قدرتی طور پر اعتقاد کا متضرع معتقد مباحثوں میں اس مسلمان سراج نے اپنے مذہب کو ”عیش پرست“ ”شہوت خیز“ ”رضول نوح“ اور لغیش آفرین“ کہتے ہوئے متا ایک

حکومت اسلامیہ میں عیسائی

ب۔ از انیس الرحمن الدھیانوی خطیب

مسجد مقدس والی انڈیا

و ان كان طلب الذممة
على أن يترك بحكمه
في اهل مملكتيه بقاء
من قتل او صلب او
غير مما لا يصلح
في دماء الاسلام له
يجب الى ذاك لان
التفكير على ظلم مع
امكان المنع حرمان
(المبسوط)

اور اگر مصلحت اس شرط
پر کریں کہ وہ اپنے ملک
میں جس کو چاہیں جس طرح
قتل کریں یا سوزی دیں یا
ایسے اور کئے اور کابھی
آزاد و غلاموں کے ساتھ
دارالاسلام کے احکام کے
خلاف میں تو یہ شرط قابل
قبول ہے۔ اس کی وجہ کہ
ظلم یہ قائم رکھنا یا جوہر و

دینے کی طاقت کے حوالہ سے
 اسلام ظلم کو روکنے کے لیے آیا ہے کہ ظالمین کے
 اعمال کی تصویب نہ نصرت میں اس کا کام ہے وہ ظلم و تشدد
 کے مواقع پیدا نہیں دیتا۔ وہ ہر اس دوزخ
 اور ناریجہ کو بند کر دیتا ہے۔ جہاں سے ظلم و جور کی
 ہوا اٹھ آتی ہے۔ ظالم اور اسلام میں کسی قسم کی مصالحت
 ممکن ہی نہیں لہذا اس کے مقابلہ کے لیے ہر ایسا شخص
 و مذہب بھی اقتدار کی عظمت اور طاقت کو برسرِ پر یہ نہ ٹولے
 تھا۔ لہذا اسلام کے خلاف یورپ اور بادشاہ سامراج
 اور جاگیردار متحد ہو کر میدان میں آ گئے اور انہوں نے
 اسلام، داعی اسلام، آئین اسلام کے خلاف وہ سب
 ستم کیں۔ جو دشمن کیا کرتے ہیں۔ شیعہ علماء اس سے
 پروہنگیٹا بہت زور شور سے کیا لہذا اسلامی حکومت میں
 غیر مسلموں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ وہ زندگی کی آسائش
 سے محروم کر دئے جاتے ہیں۔ ان کے شہری حقوق
 کا پتہ نہیں ہوتا۔

لفظ ہیں غیر مسلموں کی عبارت گناہیں سہار دے دی جاتی ہیں
زبردستی اسلام بخشنے سنا جاتا ہے اور جو شخص اسلام نکلے
اس پر بھاری ٹیکس لگا دئے جاتے ہیں۔ سب کچھ اس
لئے ہوا کہ غریب عوام صحیح بات کو نہ سمجھ سکیں اور
تو اسلام کا قائل نہ ان شخصوں نے جو کفر و پاپانیت غلط
جاگیر دے دی اور ظالمانہ سادھارنوں کی گرفتار کر کے لے گئے۔
اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کے سب سے زیادہ
سودہ جاتے تھے۔ پناچہ اس کا اثر اس پر اور اتھل پھل
کی نشانہ کے مطابق ہوا اور عوام اس طرح غم کی
گراں گراں کن نعرے میں آ گئے۔ میں کہتا ہوں یہ

مجلس ۱۲۸۰

پھر سلامتی ہے اس کو عمر کی سلامتی

انفرادی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ لوگ دو طبقوں میں بٹ چکے تھے۔ اخلاق بشارت و عظمت، سرور یاہ اور ریاست کے لئے وقف ہو چکے تھے۔ اسلام کے داعی نے یورپ کی سرحد پر کھڑے ہو کر اسلام کا پیام و سریدیل ان نعمت اور ہم چاہتے ہیں جہاں علی الذین استضعفوا کریں ان پر جو کمزور پیشے فی الارض و جعلہم قائم ہیں اور کریں ان کو ائمتہ و جعلہم الازلیہ قائم (سلطنت) میں اور دلائلہم فی الارض جہاں ہیں ان کو ملک میں۔

سنایا۔ جہاں یہ پیام پہنچا، کمزور و ساقط ذلیل انسانوں کے لئے خود بخوبی مختار بن گئے۔ یہ وہاں کے برسر اقتدار گروہ کے لیے پیام موت تھا۔ خدا کی طویل پیمائش نے وہاں کے عوام کو جھنجھوڑ دیا تھا۔ تیز کے مایوں کی آگ بھڑک اٹھیں۔ زیست کے گڑھے میں گرے ہوئے لوگ عظمت کے حصول کے خواب دیکھنے لگے۔ کمزوروں میں طاقت حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ میں مانہ عجم پر ترقی کے راستے کھلنے لگے۔ غریب۔ امیر۔ مزدور۔ رئیس۔ کسان اور زمیندار میں مساوات کا وقت آ گیا۔

اسلام کا یہ پیام ہر ملک ہر شہر ہر قریہ ہر گاؤں اور ہر گھر تک پہنچا۔ اس میں کیا شک ہے کہ وہ سیلاب طوفان اور بھونچال کی شکل میں بھی پہنچا۔ اور سوچ کی کوفوں۔ چاند کی روشنی ستاروں کی چمک اور پانی کی نمی کی صورت میں بھی خدا کی مخلوق کو اس نے نفع پہنچایا۔ (زمین اس نے دنیا کی مادی بھادی م اس بھادی کہ دیک کر یورپ اور بادشاہ۔ ساموکار عد جاگیر دار اسلام کے خلاف ہر طرح سے محاذ قائم کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ دنیا میں امن و سلامتی کے پیغام سے ٹکرا گئے۔ اگر یہ امن و سلامتی ترقی و عظمت اسلام امی برسر اقتدار طبقہ کے لیے محفوظ کر دیتا۔ طاقت اور سرور یاہ کے لیے دنیا کی تمام آسائشیں وقف کر دی جاتیں۔ بہر اقتدار گروہ یقیناً اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ صلح و معاہدہ کی تحریک کی طرح ڈالی دیتا۔ مگر یہ ممکن ہی کب تھا۔ جبکہ اسلام امن و سلامتی کو لے کر آیا تھا۔ تشدد اور جبر کو ختم کرتا۔ اس کا مقصد تھا وہ عوامی سادات کی تحریک تھی۔ طبقاتی عظمت کے لیے وہاں کی جبر نہ تھی۔ اس قسم کی مصالحت اسلام کے مقصد پر اس کی درج کے خلاف ہے کہ وہ ملک کے عوام پر ظلم و تشدد اور لافانیست کے حقوق وہاں کے برسر اقتدار گروہ یا شخصیت کے لیے تسلیم کیے۔

اسلامی حکومت کیا ہے؟

اس مسئلہ میں دنیا ایک بڑے دھوکے میں مبتلا ہے۔ بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اس کا طرز حکومت اس کماؤتین اس کے اقتصادی و معاشی اصول کیا ہونگے خصوصاً وہ لوگ جو اسلام پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کی اسلامی حکومت میں کیا حیثیت ہوگی؟ ان کا وجہ کیا ہوگا یہ کیا حقوق رکھتے ہوں گے۔

سمجھ میں نہ آنے کی بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اس
وقت دنیا کے کسی حصہ میں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت
قائم نہیں ہے۔ بلکہ نہ ان ممالک کے رسوم و رواج
کے مطابق ہیں۔ اور نہ ان کا ماحول ان پر عادی ہے یا ماحول
طرز و آئین کی حکمتیں ہیں۔

اسلامی حکومت کے متعلق بدلتی کے ذریعہ سبب اور بھی ہیں۔ ایک "داخلی" اور ایک "خارجی" داخلی قریہ ہے کہ خود مسلمان اسلام سے ناواقفیت کی بنا پر دنیا کچھ کہتے ہیں جہاں اسلام میں نہیں ہے۔ قرآن وحدیث میں نہیں پایا جاتا۔ کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں ملے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بری ہیں اور ان کا عمل سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف۔ دین احمد مذہب کی حقیقت سے برعکس ہے۔ اس پر طرہ یہ ہے۔ کہ ہر شخص اور حکومت اپنے قول و عمل کے مطابق اسلام کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنے آپ کو اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے پیش نہیں کرتا۔ اسلام کی مقدس اصطلاحوں کو اپنی اغراض و مقاصد کے لیے ایسے معنی پڑے جاتے ہیں جس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحدت میں یہ بات نہیں۔ اور ان کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی تشریحات اس کے خلاف ہیں۔ یہ سب کچھ اس لیے بھی ہوتا ہے کہ اسلام کے بہت سے دوست نما دشمن یا احمق خیر خواہ اسلام کی آج سے پہلی تشریحات کو غلط اور تیرہ سو برس کے بعد ایک "نیا مذہب فکر" پیدا کرنے کی سعی کر رہے ہیں (خارجی سبب) ایک کھلی بھڑکی چیز ہے۔ ٹھیک اس وقت جبکہ یورپ کے غریب، کمزور اور دیس ماند انسان ریسیوں کے مظالم سے تنگ آچکے تھے۔ پارلیوں کے غریب اور ان کے تشدد سے پیچھے تھے۔ شہنشاہیت (امپریزم) اور شخصی اقتدار لیکوں کا گلہ کھوٹ رہا تھا۔ وہاں رد ذلیل اور شریف کی اصطلاح سراپا کی بنا پر مقرر ہو گئی تھی۔ ہر دور و کسان احمد ملادہ مشیہ

یہی وہ سیاست تھی جس کے ذریعہ سے مہلام ایڈ
اسلامی تعلیمات کو پھیلنے سے روکا جاسکتا تھا۔ اس کا
اثریہ ریب کے مہلام پر تو ہونا لازمی تھا۔ پھر جب یورپین
حکامات نے ایشیا۔ افریقہ اور امریکہ میں اپنی نوآبادیات
جہاں میں اور ان براعظموں میں رہنے والوں کو غلام بنایا۔
اور ہندوستان کے نام پر ان پر مظالم کئے۔ تو ان کی
قوت کے سامنے ایک ہی طاقت تھی جو عوام کو
بیدار کر سکتی تھی۔ وہ تھا اسلام اور اس کی تعلیمات
جہاں حکمران اور محکوم کی اصطلاح ہی نہیں ہے جس کے
نزدیک ہر انسان زمین کی دولت اور آسمان کی برکتوں
سے یکساں مفید ہو سکتا ہے۔ اہل مغرب جانتے تھے
کہ ہمارے استبداد کے خلاف صرف اسلام ہی ایک
ایسا مذہب، دستور اور نظریہ ہے جو عوام کو بیدار کرے
غریبوں کو اٹھائے گا، کساؤں اور مزدوروں میں تنگی
کی روح پھیلے گا۔ لہذا وہی ہمدیکٹڈ ایشیا۔ افریقہ
اور امریکہ کے براعظموں کے باشندوں میں بھی کیا گیا ان
کو اسلام کا وہ جیتنا کہ تصور رکھا گیا جس سے انسانیت
کی روح کا تپ اٹھتی ہے۔ اسلام سے ناواقف انسانوں
کے لیے اس کے لغتیں نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔
اس لیے کہ کسی اللہ کے بندے نے ان کو اسلامی تعلیمات
سے رشتہ ناس کرانے کی کوشش نہیں کی ہیں ہندوستان
کا تجربہ ہے کہ یہاں بھی اسلامی دستور پر کوئی حکومت
قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کی
بھی حکومت نہیں تھی۔ یعنی ان حکومتوں میں مسلمان عوام
اور اسلام کا کوئی حوصلہ اور دخل نہیں بلکہ وہ خاندانوں
کی حکومتیں تھیں۔ اس دور میں تقواریں سے ملک یقیناً
فتح ہو جاتا تھا۔ مگر اسلامی تعلیمات سے غیر مسلم
اقوام کو واقف کرنے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ
فقراء اور علماء کی کوشش سے اگر کوئی طاقتور
قوم یا کوئی بااثر شخصیت اسلام قبول کرنے پر آمادہ
ہو گئی تو شامان اسلام نے اس کو اسلام لانے سے
روکا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ایسے لوگ اسلام لے آئے
اور اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کر لی تو یقیناً
ہمارا شخصی اور خاندانی اقتدار ختم ہو جائے گا۔ ہمیں
اور ایک عامی انسان میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ تلخ و

تخت کے نشین اسلام کی وہ کس طرح عوام میں تبلیغ کرتے
آمریت اور حکومت کے مخالف اسلام کو وہ کیسے لوگوں
تک پہنچاتے غیر مسلموں کے ذمہ دار اسلام سے ملک
کو کیسے روشناس کرتے۔ یہ ایک بڑی وجہ تھی کہ امریکہ
افریقہ، ایشیا اور خصوصاً ہندوستان کے غیر مسلم باشندوں
نے اسلام کے متعلق ایک غلط تصور قائم کیا اور یورپ
کے زہریلے پروپیگنڈے سے ناواقف انسان متاثر
ہوئے۔

کمپوزم کی اشاعت کا سلیب

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کسی بھلائی کو اختیار
کرنے سے آدمی روکتا ہے۔ وہ اس کے مقابلہ میں برائی
سے کام لیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس پر کوئی عذاب مسلط
کر دیتے ہیں۔ یہی حال یورپ اور مسلمانوں کا ہے۔ یورپ
نے اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات کو اپنانے سے انکار
ہی نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت میں پورا زور صرف
کیا۔ اسلام اور اہل اسلام کو عیسوی مسیحی سے ملانے
کی کوشش کی تو خدا تعالیٰ نے کمپوزم کی صورت
میں ایک نیا پیغام بھیج دیا ہے جس نے امریکہ
اور یورپ کی دیواروں کو ہلادیا ہے۔ یقیناً یہ ان
کے لیے عذاب ہے اور مسلمانوں کے لیے سزا
ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کے
مطابق عام انسانوں کو وہ درجہ دلوانے کی کوشش
نہیں کی جس کے وہ مستحق تھے۔ میں نہیں کہتا کہ کمپوزم
کا نظام اسلام سے کوئی بہتر چیز ہے؟ ہرگز نہیں!
میرا خیال ہے کہ اگر کوئی حکومت یا قوم وہ مسلمان
ہوں۔ یا غیر مسلم۔ خدا کی سرزمین پر خدا کے نبیوں
سے انصاف نہیں کرتی۔ اور خدا کی مرضی کے مطابق
انسانوں میں مساوات پیدا نہیں کرتی تو خدا کی مشیت
کسی اور قوم کو بھیجتی ہے۔ جس میں اس مقصد
کی تکمیل کا پورا جوش اور اس نظام کو قائم کرنے کے
لیے پوری صلاحیت اور قابلیت ہوتی ہے اور
اس دستور کو چلانے کے لیے بیدار تاریخ ہر شرم کی قربانی
کے لیے تیار ہوتی ہے۔

و ان تتولوا الیتیدل اور اگر تم پھر جاؤ گے تو

قوماً غفیرکم (اللہ) بدل دے گا۔ کوئی لوگ
شہد لا یکونوا (قوم) سوائے ہمارے
امثالکم (قرآن) پھر وہ نہ ہونگے۔ تمہاری طرح کے
اس میں خدا کے نزدیک مسلمان اور غیر مسلمان کا
کوئی فرق نہیں اسے اپنے بندوں کے درمیان اس
دنیا میں انصاف مطلوب ہے۔
لا یجہر منکم شنان کسی قوم کی دشمنی کے باعث
قیم علی آذن لا تقاتلوا عدل نہ جھوٹ۔ عدل کرو۔
اعدلوا ہواختر ب یہی بات قریب لگتی ہے
للتقوی (قرآن) تقوی (خوف خدا اور ہوائی
کے بچاؤ) کے۔

اسلام لانا خدا پر کوئی احسان نہیں ہے۔ ہر شخص
اسے نفع کے لیے اسلام لانا ہے۔ اسلام ادا ایمان
کا بدلہ صرف آخرت ہے اسی کا انتظار کرنا چاہئے۔
لا تقنوا علی اسلامکم محمد پر احسان نہ رکھو اپنی
بل اللہ یمن علیکم مسلمانی کا۔ بلکہ اللہ تم پر
ان ھدیکم احسان رکھتا ہے کہ تم کو
للایمان راہ دکھائے ایمان کی۔

لیکن ظالمین کو جس طرح دنیا میں مڑا ملتی ہے اسی
طرح آخرت میں ان سے پریش ہوگی اور پوری پوری
سرزنش کی جائے گی۔ آج کی صحبت میں ہم اسلامی
حکومت کے آئین اس کے دستور طرز حکومت،
اور خصوصیت سے غیر مسلموں کے حقوق کے بارے
میں بحث کریں گے کہ اسلام اپنی حکومت میں غیر مسلموں
سے کیا سلوک کرتا ہے۔ اس کی انفرادی و اجتماعی
زندگی اسلامی حکومت میں کیسے گذرے گی و سماجی
زندگی کے حصول میں ان کا کیا حوصلہ ہوگا۔ مذہبی
حقوق کے تحفظ اور اقتصادی و معاشرتی امور کی کیا
صورت ہوگی۔

تبلیغ اسلام اور حکومت

جس نے اعلان کیا کہ اسلامی حکومت میں ہر انسان کو
اپنے مذہب، عقیدہ، پیغمبر، دھرم پر ہونے کا پورا
آزادی کے ساتھ حق حاصل ہے۔ کوئی شخص یا
حکومت کسی کو جبریہ طور پر مسلمان نہیں کر سکتی۔ قرآن مجید

سلہ: خیال کے طور پر جبکہ ابن ابیہم شاہ شان کا واقعہ کافی ہے کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا تو جبلہ کے ہتھکڑے پر حمزہ بن ابیہم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جبکہ وہ غصہ کیا اور اس نے اس زور سے چھڑ رسید کیا کہ اس کی ناک ٹیڑھی ہو گئی۔ مقدمہ حضرت عمرؓ کی خلافت کی عدالت میں پہنچا حضرت عمرؓ نے
جبلہ سے فرمایا کہ یا تم دعویٰ کو رضامند نہ کرو ورنہ قصاص دینے پر رضامند ہو جاؤ۔ جبکہ یہ خلاف توقع فیصلہ سخت ناگوار گذرا۔ اس نے کہا کہ ایک معمولی شخص کے عوض مجھ سے
قصاص لیا جائے گا میں بادشاہ ہوں اور وہ عام رعیت کا ایک فرد۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام نے تم کو اور اس کو بھی، بادشاہ اور رعیت کو اپنے احکام میں مساوی کر دیا ہے کسی کو کسی
پر اگر فضیلت ہے تو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے۔ جبکہ نے کہا میں تو یہ سمجھ کر مسلمان ہوا تھا کہ پہلے سے زیادہ باعزت و با احترام ہو کر رہوں گا۔ آپ نے فرمایا اسلامی
قانون کا فیصلہ تو یہی ہے جس کی پابندی ہم پر اور تم پر لازمی ہے۔ اس کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔ عزت قائم رکھنی ہے تو اس کو راضی کرو ورنہ مجمع عام میں بدلہ دینے کی تیاری ہو جائے۔
تھے کہ جبلہ نے کہا تو آپ مجھے اپنے معاملہ میں خود کرنے کے واسطے رات بھر کی محنت دیجئے۔ یہ درخواست منظور ہوئی۔ جبلہ رات کو لشکر سمیت غنیہ کے نکل آیا اور امیر مہرم
کے مرکز قسطنطنیہ میں فیصلہ روم کے پہنچ کر نصرانی (عیسائی) بن گیا اور فیصلہ روم نے عزت و احترام سے اپنا صاحب بنالیا اور مدد و دل کو دینے کے لیے پھر خاتم بادشاہ اکشا
ہو گئے۔ (اشاعت اسلام مختصر) مگر جبلہ اسلام کی ایک جھلک دیکھ چکا تھا۔ ایک بار حضرت عمرؓ کے ایک سفیر فیصلہ روم کے پاس آئے تو ان کو دیکھ کر حسرت و اندر کی فراوانی

نے پر زور الفاظ میں لاکر آخری الدین کے حکم کا اعلان کیا ہے کہ کسی فریق یا قوم کو نہ ہستی مسلمان نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی نادان مخلوق اور پریشان بندوں پر اپنے فضل سے انہیں اسلام کے تیلے پر ہی طرح نیکی اور بھلائی کے واسطے کو روشن کر دیا۔ بدی اور برائی، نیکی اور سچائی کھل کر سامنے آچکی ہیں۔

قد تبین الرشید من الخی۔ کھل چکی ہے صلاحیت (نیکی کی راہ) اور بے راہی

ہر قوم اور ہر فرد کا نفع و نقصان اس کے سامنے ہے۔ دنیا و آخرت کی راہیں صاف کر دی گئی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا دروازہ ہر شخص پر کھلا ہے۔ جو بھی چاہے اس سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی معنویات کے حصول کے لیے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم دانا کار اور کفر کے ساتھ بھی اسلام اور کلمہ اسلام کا مطلب معلوم کرنا چاہے تو اس کا یہ حق ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا بلکہ ہر صاحب علم پر فرض ہے کہ وہ منابع (لیجز) بھلائی کو دلائے نہ کہلائے۔ اور کتمان علم اسلام کے نہ بننے پر انجم بلجام النار (آگ کی نگام دی جلنے لگی) کی وعید سے بچنے کے لیے اس کی بدی طرح سے نشانی کرے۔ اگرچہ وہ غیر مسلم انکار کرے اور اپنی جگہ پر قائم رہے۔

خلاف بانہم قوم لا یعلمون یہ اس واسطے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے، تاہم دین دھرم کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں۔ اس کی مثال دیر اور سمجھ پر ہے کہ وہ کوئی راستہ اختیار کرے۔ یہ بھی کہ اسلام کی تبلیغ کی جائے اور اللہ کی پریشان مخلوق جو ہر پتھر، ہر درخت اور ہر جاندار و بے جان کے سامنے سر جھکا کر پھرتی ہے اس کو ایک خدا کے سامنے سر جھکانے کی تلقین کرے۔ گروہوں کی غلامی سے نکال کر ایک ذات کا بند بننے کی ترغیب دے اور اس کو بھی خدا سے حقیقی پیروکار

عالم کے دروازے پر لائے جو جھوٹی خدا بنیوں سے مرعوب ہو کر اور مادی ترقی کے ماحول سے متاثر ہو کر خدا تعالیٰ کے درجہ کو بھانپ نہ سکے ہیں کہ رب العلیین وہ ہے جو اس کائنات کو مچانے والا ہے جس کے جہاں میں نافرمان اور فاجر و سارق ایک ہی طرح پرورش پاتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی بھلائیاں اور نفع ظاہر کرنے چاہئیں۔ لیکن اس پر جبر و تشدد کسی طرح بھی ماحول نہیں۔

اقتات شکوہ الناس اب کیا تو زور کرے گا حتیٰ بیکونوا مومنین لوگوں پر کہ مومنان بن جائیں یا نہیں کی تنبیہ کے بعد کسی مسلمان شخصیت یا اسلامی حکومت کاوصلہ ہی نہیں ہو سکتا کہ دین دھرم کے معاملہ میں کوئی سختی کی راہ اختیار کرے۔

مذہب اسلام، قرآن کریم (خدا کی کتاب) و رسول (کسی طبقہ کسی نسل کسی کردہ کسی ذات اور کسی ملک کے اجارہ میں نہیں ہے کسی کے لیے اس کے حقوق محفوظ نہیں ہیں پس جبکہ اسلام سے واقفیت کی اتنی کھلی آزادی ہو تو کسی پر زبردستی اسلام کو کھٹونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس لیے بھی کہ مذہب اسلام کی دعوت عام ہے دنیا و آخرت میں سے جو شخص جس کو چاہے اختیار کرے۔

غیر مسلموں کا پرسنل لا محفوظ ہو گا اب سوال یہ ہے

کہ جب کسی پر مذہب اور دھرم کے بارے میں ہر نہیں کیا جائے گا۔ تو غیر مسلم اقوام و افراد اپنے مذہب اور دھرم اور مذہبی معاملات پر کس طرح عمل کر سکتے ہیں۔ اس اسلام اور غیر اسلام کے یہ الفاظ یاد رکھیے کہ اسلام ہر شخص اور ہر قوم کے پرسنل لا محفوظ کر دے گا۔ غیر مسلموں کی مذہبی امور اور مذہبی عبادات اور مذہبی احکام میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ غیر مسلم اقوام اور افراد اپنے مذہبی امور اور مذہبی رسوم و عبادات اور احکام بجالائیں گے اور اسلامی احکام کے پابند نہیں ہوں گے۔

اس سے انکی بات یہ ہے کہ اسلام مسلمانوں کا بھی پرسنل لا محفوظ کرنا ہے۔ اور اس پرسنل لا کی نشریات میں انہیں بلکہ اس پرسنل لا کی ترتیب اور تعیین میں مسلمان اسلامی شریعت کا پابند ہونا ہے۔ اجتماعی امور میں ایک مسلمان اور ایک غیر مسلم برابر ہوں گے۔ اسی لیے اسلامی شریعت کے فیصلہ نافذ علماء نے تصریح کی ہے!

ان اهل الذمہ لا یلتزمون احکامنا فی الدنیا

(ہذا فی باب تکاح الکافر) اہل ذمہ (غیر مسلم اسلامی حکومت میں) دیانات (پرسنل لا) میں ہمارے احکام کے پابند نہیں ہوں گے۔

دیانات کا مطلب قریب قریب وہی ہے جو جنگل (پرسنل لا) سے مراد لیا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے معنی "پرسنل لا" سے وسیع تر ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ایسی بات جس میں غیر مسلم مداخلت نہ کر سکتے ہوں یا اس کا مذہب حکومت اسلامی میں مداخلت برداشت نہ کرتا ہو اسلامی حکومت ان کے رسوم و رواج میں بالکل دخل انداز نہ ہوگی ان کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے طریق پر جاہلادی کریں۔ اسلام ان کے نکاح و طلاق کے رواج کو ان کے حق میں قبول کرے گا۔ یہاں تک کہ اگرچہ کسی ذات پر ہونے کی شادی بھائی سے کرنا چاہیں گے۔ تو اسلامی حکومت ان کو نہیں روکے گی۔ اور بدلاوی بہمنوں کی طرح کوئی غیر مسلم بھائی سے شادی کی اجازت مانگے گا تو وہی سمجھے گی۔ وہ اپنے مذہبی طریق پر اپنے مندوں، کلیساؤں، گروہوں اور خافوں اور آتش گروں میں عبادت کرنے میں آزاد ہوں گے۔ انہیں حق حاصل ہوگا کہ وہ وید اور گیتا پر چھ کریں۔ ان کی کوئی کتاب ہو کہ غنہ صاحب ہو یا انجیل مقدس۔ نہ تو یہ کہ تو رات ان کے لیے اس پر عمل کرنے کی عام اجازت ہوگی۔

نہیں بلکہ یہ ان کا حق ہے اور تسلیم کیا جائیگا۔

غیر مسلموں کو جو مذہبی آزادی حاصل تھی اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے اپنے عیسائی غلام اسحق کو دعوت اسلام دی اور اس نے انکار کیا۔ فرمایا لا اکفر فی الدین۔ یعنی مذہب میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ اگرچہ ہمارے زمانہ کے مسلمان ایک قوم بننے کی سعی کر رہے ہیں اور ان کی تبلیغی اصطلاحیں اور تبلیغی سرکاری اس بات کی غمازی کرنے لگی ہیں کہ وہ اسلام کتاب و سنت کے بلا شرکت غیرے ٹھیکیدار ہیں۔ کاش مسلمان اس غم نہ کریں۔

توجہ! خاندانی شریعت تھپڑ کے خوف سے نصرانی بن گئے اگر میں اس پر صبر کرتا تو کچھ نقصان نہ ہوتا۔ نخوت اور ہٹنے نے محمد کو گھیسر لیا اور میں نے تندرست آنکھ کو عیب ناک کے بدلے فروخت کیا اے کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی اور اے کاش میں حضرت عیسیٰ کے حکم کو مان لیتا اور کاش میں کسی جنگل میں اونٹ چرانا اور رعبہ و مضریں غلام بننا پڑا ہوتا اور کاش خاک شام میں مقوڑا سا رو نہ ہوتا اور اپنی قوم میں اندھا بہر ہو کر گمراہ نہ ہوتا

کے ساتھ جلد نے پشور پڑھے۔
۱ تنصرت الاشراف من خوف لطی
وما کان فیہا لوصیت بھاضہ
۲ فلکنفی فیہا لججاج و نخوة
ولعت بھا العین الہی بھا العین
۳ فیالبت امی لم یلدنی ولینتی
رحبت الی الاموال الذی قال لی عمر
(۴) ویالبتی ادعی المفاض بقتضی
وگنت اصیرا فی رعبیت او مض
(۵) ویالبتی لی بالمشام اولی معیشت
اجالین غوی ذھب السمع والبصر

ہفت روزہ خدام الدین

میری نظریں

از فضل الرحمن قاصر بٹل - ہمنام

صاحب کے وہ فرمودات میں جو آپ ہر جمعہ کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کے طور پر اس نامعلوم انداز بیان سے پیش کرتے ہیں کہ قاری اپنے آپ کو جمعہ کے اجتماع میں پاتا ہے اور یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا ایک ایک لفظ دل میں گھر کر جا رہا ہے۔ وہاں ہے کہ معارف و حقائق کے اس دریائی روانے میں تار پانی رہے۔

مجلسِ ذکر کے تحت پیر کامل کی حضورِ نبی و تربیت، تہذیب و نفس اور مجاہدہ کی وہ وہ صورتیں سامنے آ جاتی ہیں کہ پیر کامل کے لہادہ میں مولانا رحمی کا محنت دھڑن دم رہا ہے بھانپنا نظر آتا ہے پڑھنے والا جھوم جھوم کر رہ جاتا ہے۔ اور محسوس کرتا ہے کہ بس باطن کی تمام خباثتیں دھل رہی ہیں منقلب القلوب کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ اس مبارک مجلس کا رنگ ہمارے ظاہر اور باطن پر ایسا اثر انداز ہو کہ ہمارے قلوب سے غیر اسلامی رنگ جڑ غلط کی طرح مٹ جائے۔ اور ایسا مٹے کہ دنیا رنگ رہ جائے۔

حکایات الصالحین۔ ایک ایسا عنوان ہے جس کے ذیل میں ہمارے روحانی اسلاف کے غیر العقول کار نامے ایک ایک کر کے ہمارے سامنے آ جاتے ہیں۔ اور طبیعت ایک پر کیف تفاخر کے ساتھ پورے سلطان بنی کے انسانہ کو شکر اکر مائل بہ تقلید ہو جاتی ہے۔ اور بے تابانہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ ہم کو بھی ہمارے نیک اسلاف اور بزرگانِ دین کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت ہو۔

جوابہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور کا ایک شمارہ زیرِ نظر ہے۔ خریداری کی سعادت حاصل ہے ہر جس نے اس سے قبل کے بھی تقریباً تمام پرچے پڑھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک اور روح کو فرحت نصیب ہو چکی ہے۔

سورق یا ٹائٹل کو دیکھ کر ظاہر پرست کچھ بھی کہیں مگر باطن میں اس امر کا اعتراض کئے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ اس کھٹا ٹپ خدائیں خدام الدین جن مذہبی، اخلاقی اور ادبی خدمتوں کو اجاگر کرنے کی غرض سے آسمانِ صحافت پر نمودار ہوا ہے۔ وہ واقعی ایک مستحسن عزم کا نتیجہ ہے جس کے پس پردہ قرآن و سنت کی کما حقہ ترجمانی اور دعوت الی الحق کا حق ادا کرنے کا سامان نظر آتا ہے۔ کیوں نہ ہو جب مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ایسے دردمند اور مصلح کی سرپرستی کسی ادارے کو حاصل ہو تو اس کا معنی اور معیاری محاسن کا مرقع ہونا تعجب خیز نہیں۔ مولانا موصوف کی ذات گرامی تو محتاجِ تعارف نہیں اور اس حقیقت کو دہرا بھی کوئی ضروری نہیں کہ موصوف اپنی خدا داد صلاحیتوں اور ذہنی قابلیتوں کے پیش نظر عرصہ دراز سے دین اسلام کے داعی اور نقیب بنے آئے ہیں۔

جب لکھنے والے حضرات کی فہرست پر نظر پڑتی ہے تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ترتیب دینے والے اہلِ قلم واقعی خدام الدین و خدامِ مان اسلام ہیں۔ ربِّ کریم ان کی مساعی قبل فرمائے۔

عام تقطیع میں سب سے صفات کا یہ صحیفہ اندر سے کیا ہے؟ شریعت و طریقت کا بحرِ بیکار ہے جس کے تہذیب میں حقیقت و معرفت کے خزانے لپٹے نظر آتے ہیں۔ احادیث کے علاوہ چند مستقل عنوانات ہیں۔ جن میں مسلسل خطبہ جمعہ مجلسِ ذکر۔ حکایات الصالحین اور بچوں کا صفحہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اگر آپ میں شیوہ جو انفرادی حق گوئی دے باکی کے تحت سیاستِ حاضرہ کا جائزہ لیتے ہوئے ان تمام پہلوؤں کو سامنے لایا جاتا ہے۔ جن کا جاننا عوام اور خواص کے لیے از بس ضروری ہے۔ خدا کرے کہ پاکستان کی سالمیت اس کے تحفظ اور بقا کے لیے یہاں ایسی سیاسی فضا پیدا ہو۔ جس میں تحریک کو دبائے اور تعمیر کو ابھارنے کے مواقع ہاتھ آسکیں۔

خطیبِ جمعہ کے زیرِ عنوان مولانا احمد علی

بچوں کا صفحہ خاص۔ اسلامی تعلیمات اور دینی تقاضوں کو ایک ایسے ہدایت کار کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ جو نئے بچوں کا گویا مزاج شناس معلم ہے۔ ربِّ کریم کے دیار میں انھار ہے کہ ہمارے محسوس بچوں کی تعلیم و تربیت کے ایسے ہی سامان پیدا ہوں جن کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کی لاج رہ سکے۔

مختلف مضامین :- میں مشاہیر اہل قلم اور اہلِ فکر ہر مہفتہ نہایت سنجیدگی اور قاتلانہ تنقید شناسی کے ساتھ علم و عرفان کی گوہر نشانی اس انداز سے کرتے ہیں کہ روحانیت کی مر جھانی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہو کر رہ جاتی ہیں۔ محسوس ان کے علم میں برکت اور مسلم میں صحت مند حرکت پیدا فرمائے کہ تشنہ لبوں کی سیرابی جیتی رہے۔

آخری صفحہ :- پر بصورتِ اشتہار انجمن خدام الدین کا ایک آئینہ ہے۔ جس میں انجمن کے دستور العمل۔ ہمد گرام اور رواد کا ایک اجمالی مگر جامع عکس نظر آتا ہے۔ اور اشارہ کرتا ہے کہ انجمن کے کارکنے نمایاں ہیں مد مدرسہ البیات، شعبہ نشر و اشاعت، دارالافتاء، مدرسہ قاسم العلوم اور انجمن خدام الدین

خاص طور پر اسلام کے نام لیا خواص احمد عوام کے لیے قابلِ التفات ہیں۔

خداوند عز و جل اپنی شانِ کبریا سے ان تمام شعبہ جات کو تاقیام قیامت بھرتے پھرتے رکھے۔ کہ عوام الناس بھرتی احسن اپنے شاندار ماعنی کے خطوط پر اپنے مستقبل کی پاسداری عمارت قائم کر سکیں۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خواجہ شریف احمد صاحب ممبر کونٹریٹ بورڈ۔ راولپنڈی کا

اعلان

منکہ خواجہ شریف احمد ولد میاں عزیز اللہ گوالپنڈی راولپنڈی بذریعہ تحریر خدا اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں ختم رسالت پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور ہر داعی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کافر جانتا ہوں اور اسی بنا پر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی کافر اور دجال سمجھتا ہوں۔ سہیل لاہوری یا قادیانی مرزا بیوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ ہوگا۔

شرف احمد عفی عنہ ۲۲-۶-۵۵

سفر نامہ مقامات مقدسہ

(۵)
دمشق میں

ارجناب خاں عبدالحمید خاں صاحب فیروز سنہ ۱۳۷۵ھ

الفاظ سن کر خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اور قدم خود بخود اندر کی جانب اٹھنے لگے۔ اندر ہم ایک میسر پر جا بیٹھے۔ اور اس ہندوستانی نوجوان سے دریافت کیا کہ ہمارے مذاق کے مطابق یہاں کون سا کھانا مناسب ہوگا۔ اس نے بتایا کہ دال اور کباب۔ پانچواں چیزوں کی فرمائش کی گئی۔

تھی تو وہ دال ہی مگر بڑی لذیذ سم نے اسے خوشی کی طرح چھپے سے پیار۔ ہوٹل میں ذبح کئے ہوئے دھن تک رہے تھے۔ ان میں سے گوشت کاٹ کر تنکے اور عتی کے کباب بنائے جو نہایت ہی لذیذ تھے۔ کھانے کے بعد میں نے حسب عادت کچھ مٹھا کی منگا کر کھائی یہ مٹھا سی ہمارے ہاں کی مٹھا کی سے بالکل مختلف تھی۔

دوران گفتگو میں میں نے ہندوستانی نوجوان سے کہا۔ کہ میں ایک ایسے رہبر کی ضرورت ہے جو یہاں کے مقامات کے دیکھنے میں ہماری رہبری کر سکے۔ اس نے کہا میں ابھی ہندوستان کے وقت ہوں۔ تھوڑی دیر بعد ایک صاحب محمد شریف خاں نے تو میں نے پوچھا کہ کیا آپ ہی لکھا ہیں۔ انہوں نے انہماک میں جواب دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ کاظم الہندی اس ہندوستانی نوجوان کے والد ہیں۔ اور اسی ہوٹل کے اوپر شراکت سے ایک رہائشی ہوٹل بنا رکھا ہے۔ مجھے بھی اسی ہوٹل میں اٹھانے کی ترغیب دیتے رہے کہ اس طرح مجھے آپ کی صحبت میں رہنے کے اچھے مواقع میسر آسکیں گے۔ لیکن میں چونکہ ایک اکل کھری طبیعت کا انسان ہوں۔ میں آؤرینٹ ہوٹل کی سکونت کو ترک نہ کیا۔ اور اسی کو اپنی قیام گاہ بنائے رکھا۔ انہوں نے حبیب سے دو تار نکال کر دکھائے کہ رات کے ڈیڑھ بجے بیگم سید حبیب خیس سے آکر ہی ہیں۔ یہاں اپنے لڑکے کا عقد ایک شاہی لڑکی سے کرنا چاہتی ہیں۔ اور کل خاں صاحب آ رہے ہیں۔ نذرانہ دریافت کیا۔ تو کہنے لگے میں ایسا بیوقوف کیوں ہوں۔ کہ اپنے منہ سے کچھ بتا کر اپنے پاؤں پر کھڑی ماروں جو جی چاہے دے دیجئے گا۔ اس کے بعد ہم اپنے ہوٹل میں آ گئے۔

اگلے دن ۹ جون کو کاظم الہندی صاحب دن چڑھے ہمارے پاس آئے اور بتایا کہ رات فضائی اڈہ پر سے بیگم سید حبیب کو لانا تھا۔ اور صبح بانہ سے مٹھیاں خرید کر انہیں لڑکی والوں کے چھوڑ کر سیدھا آپ ہی کی طرف چلا آ رہا ہوں۔ اب تشریف لے چلتے۔ انہوں نے مضروب دیا کہ سامنے ٹھہری ہوئی گاڑیوں میں سے کوئی گاڑی نہ لیجئے گا۔ یہ

آئے ہیں۔ اس لیے گرمی محسوس ہو رہی ہے۔ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ بیس پچیس سال ہوئے کہ مجھے پہلی بار شملہ جانے کا اتفاق ہوا۔ موٹر سے اتر کر مسلم ہوٹل میں پہنچا۔ لاہور کی گرمی کا اثر ابھی تک مزاج پر تھا۔ فوراً فرمائش کی کہ خوب برت ڈال کر شربت کا ایک گلاس لائیے۔ میری یہ آواز سنی کہ ہوٹل کے کارپردازان ایک دوسرے کا منہ کھٹنے لگے۔ آخر ان میں سے ایک نے جرأت کر کے پوچھ ہی لیا۔ کہ عطار سے آپ کے لیے کونسا شربت لایا جائے۔ کیونکہ یہاں تو سوائے مرلیض کے کوئی شربت نہیں بیٹھا۔

بعد ازاں میں عبدالکریم موٹر ڈرائیور مل جانے سے تو کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ انگریزی سے بھی واقف تھا اور ٹوٹی پھوٹی اردو بھی بول لیتا تھا۔ ہوٹل مالوں سے کہا کہ کوئی انگریزی اور بات سمجھنے والا گاڑی ڈرائیور چاہئے۔ انہوں نے کہا۔ بہت اچھا۔ انتظام کئے دیتے ہیں۔ نصف دن کے لیے ایک پونڈ سٹرننگ معاوضہ ہوگا۔ ایک دو گھنٹے انتظار کیا۔ مگر ان کی طرف سے ادھی بھیننے پر بھی کوئی ترجمان نہ مل سکا۔ شام ہو گئی تھی۔ نماز مغرب ادا کر کے بغیر کسی مقصد کے شہر کی طرف چل دئے۔ اب یہ شکل تھی کہ ع

زبان پارمن ترکی دمن ترکی منی دمن کسی گاڑی والے کو کیا بتائیں کہ میں کس جگہ جانا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پیدل ہی چلتے رہے۔ آخر ایک ایسے ہوٹل کے قریب پہنچے۔ جو خوب ٹھیک رہا تھا۔ اور اس کے باہر انواع و اقسام کے کھانوں کی فہرست کا بورڈ آویزاں تھا۔ یہ فہرست عربی میں تھی۔ اور ہوٹل کا نام "مطعم بھر بیہ" یعنی عرب کھانوں کا ہوٹل۔ اللہ بھانکا تو ایک ہندوستانی نوجوان نے قریب آکر اندر آنے کی دعوت دی۔ اور دریافت کیا کہ آپ پاکستان سے آئے ہیں یہ

۸ جون کو ساڑھے بارہ بجے کے قریب بغداد سے ہوائی جہاز پر سوار ہو کر دو گھنٹے کی پرواز کے بعد ڈھائی بجے دمشق میں جا اترے۔ یہ راستہ کافی تکلیف دہ ثابت ہوا۔ ہوائی جہاز نے کافی زبردہم دکھائی۔ خدا کے فضل و کرم سے مجھ پر تو اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ لیکن عبدالحی کو چکڑانے لگے اور وہ سو گیا۔ میری اطمینان پر نیم غودگی کی سبب حالت ظہری تھی۔ وہ کبھی آنکھیں بند کر دیتا اور کبھی مجھے دیکھنے لگ جاتیں۔ شاید وہ یہ سمجھ رہی ہوں کہ آج خیر نظر نہیں آتی۔ آخر جب ہوائی جہاز نے پرواز سکس کی اور زمین پر اترتا تو خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

احتیاط کے طور پر ہوائی اڈہ پر ہی ایک سٹوپنگ پونٹ کا نوٹ تھوڑا دیا گیا۔ لیکن کافی تکرار کے بعد اس کے چار پونڈ ملے۔ ہوٹل میں بیٹھے تو ڈرائیور نے کہا کہ قلی کو کچھ دیدیجئے۔ جھوڑا ایک پونڈ اسے دینا پڑا۔ اس موٹر میں دو یورپین ہمارے شریک سفر تھے۔ ہماری طرح انہیں بھی آؤرینٹ پولیس ہوٹل جانا تھا۔ ہوٹل میں پہنچے تو ڈرائیور نے پانچ پونڈ کرایہ طلب کیا۔ میں نے کہا کہ یہ کرایہ کمپنی کے ذمہ ہوتا ہے۔ مگر اس نے ایک نہ سنی۔ آخر بادل ٹھوڑا سا یہ رقم اسے ادا ہی کرنا پڑی اس نے دوسری سواروں سے نہ تو کچھ مانگا اور نہ انہوں نے دیا۔ یہ غالباً میرے اجنبی ہونے کا جرم تھا۔

یہ ہوٹل ریلیے اسٹیشن کے سامنے بڑی اچھی جگہ پر واقع ہے۔ کمرے اور غسل خانے بڑے صاف ستھرے۔ گرم اور سرد پانی کا معقول انتظام بیٹھے تو گرمی محسوس ہونے لگی۔ گھنٹی کی۔ میرا آیا تو اس سے کہا۔ کہ گرمی لگ رہی ہے اور یہاں ٹیکھا تک بھی نہیں۔ اس نے بتایا کہ یہاں ہوٹل کے کسی کمرے میں بھی ٹیکھا نہیں ہے اور کوئی ایسی گرمی بھی نہیں۔ آپ چونکہ ابھی آج

بیت دام لیں گے۔ راستے میں کوئی آدمی موڑ دیکھ کر دام چکا لیں گے۔ اس طرح کم خرچ اُسے گا۔ غرضیکہ ایک ٹیکسی لے کر اس میں بیٹھ گئے۔

دمشق کے بازار بڑے بارونق۔ دکانیں خوب صفات ستھری اور آراستہ، باشندے خوش رو، خوش پوش اور تہذیب پر طرقت مہر پر و شاداب پہاڑ۔ جن میں پانی چستے اُبلتے اور نہریں بہتی ہیں۔ یہاں روپہ اور ڈومر کے مقامات خوبصورتی کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتے۔ یہاں سے سات نہریں نکالی گئی ہیں جنہوں نے دمشق کی آبادی کو چار چاند لگا رکھے ہیں۔ دمشق کے تقریباً ہر بازار میں ایک نہر بہتی ہے۔ جس کے ارد گرد دونوں طرف بڑے بڑے میوے باغ واقع ہیں۔ جہاں ہزاروں خوش جوڑے کاغذات و مشروبات سے آراستہ ہو کر بیچو ان سامنے رکھے کسی نہ کسی کھیل میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ہر چوٹی میں تقریباً پانچ سو حقے ہوتے ہیں۔ اس اجتماع میں چھوٹے بڑے جوان اور بوڑھے کی کوئی تمیز نہیں۔ دمشق میں چونکہ پانی کی فراوانی ہے اس لیے کلی کو پے بازار مکانات دکانات نئی نوپل دیہن کی طرح آراستہ ہر راستہ نظر آتی ہیں سجاوٹ اور کیا بیوں کی دکانیں ایسی صفا ستھری اور جاذب نظر کہ بغیر ضرورت حجامت ہونے کے کباب کھانے کو جی چاہے۔ پرائیویٹ موٹر پول کے علاوہ کرایہ کی بے شمار ٹیکسیاں ایک سے ایک بڑھ کر۔ موٹر ڈرائیور ایسے سوڈو بڑے اور آپ ٹو ڈیٹ کہ ہمارے ہاں کے بڑے بڑے صاحب ثروت بھی ایسے کپڑے نہیں پہنتے۔ جا بجا ٹریوے اور موٹر بسیں چل رہی ہیں۔

اس ملک کی سرسبزی و شادابی، باشندوں کی خوشحالی اور خوش اخلاقی دیکھ کر بے اختیار یاد آ گیا کہ ہادی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل شام کسے لئے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ملک شام میں برکت عطا فرمائے۔ اور یہ سب کچھ اسی دعا کی برکت کا نتیجہ ہے۔ سرزمین شام میں جا بجا انبیائے کرام، اولیائے عظام اور صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین آرام فرما ہیں۔ اور یہ کہنا درست ہے کہ یہ سرزمین اللہ کے محبوب بندوں کی سرزمین ہے۔ اور شہر دمشق تو ان سب باتوں میں فضیلت رکھتا ہے عربی میں دمشق الشام کے نام سے مشہور ہے۔

گزشتہ چھ برس سے شام بسرعت ترقی کر رہا ہے۔ یہاں لاہور کی گھگر کا کوئی سے بھی زیادہ خوبصورت اور شاندار کوٹھیاں بن چکی ہیں۔ اور تعمیر کام مزید کام ہو رہا ہے۔ بہت سی نئی سرکاری عمارتیں بھی بن رہی ہیں۔ احادیہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ پانچ سا سال میں اس کی تہذیب ہی بدل جائے گی

جامعہ امویہ

دمشق اموی خلفاء کا دار الحکومت رہا ہے۔ اور ہر خلیفہ نے اپنے عہد میں اس کو ترقی دی۔ آٹھویں صدی عیسوی میں دلیہ اول نے جامع امویہ بنوائی۔ یہ مسجد اپنی قدامت اور عظمت کے اعتبار سے دنیا کی مشہور ترین عمارت میں شمار ہوتی ہے۔ جسے ہیں بارہ ہزار کاریگروں نے آٹھ برس کی مدت میں کروڑوں روپے کی لاگت سے یہ مسجد مکمل کی تھی۔ نمازیوں کا ہال ۱۳۶ میٹر لمبا اور ۳۴ میٹر چوڑا ہے۔ اس مسجد کے تین مینار ہیں۔ ان میں سے مشرقی مینار کے متعلق ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ فرما بانی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزا، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، المشرق دمشق۔ یہ مینار ہمیشہ بند رہتا ہے۔ مسجد کے مغربی مینار کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں مرقوں حضرت امام غزالیؒ زہرور یا صنت میں مشغول رہے۔

۱۸۹۲ء میں مسجد جل گئی تھی تو سلطان عبدالحمید والے ترکی نے آٹھ لاکھ روپے سے اس کی مرمت کرائی تھی۔ سنگ مرمر اور پچی کاری نے مسجد کی شان کو دوبالا کر رکھا ہے۔ یہ مسجد مرقوں سے عبادت گاہ چلی آتی ہے اس کی ایک چھت کے نیچے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔

حضرت یحییٰ

حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت زکریا کے فرزند تھے ان کی پیدائش کا واقعہ بڑا عجیب ہے کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ جب حضرت مریم علیہ السلام معتکف ہوئیں تو حضرت مریم کے پاس قدرت خداوندی بے موسم چل آتے تھے۔ جب حضرت زکریا کو ان عطیات خداوندی کا بہتہ چلا تو حضرت زکریا نے خداوند پاک کی بارگاہ میں دعا کی۔

رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ
انک جمیع الدعاء

کہ اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تو ہی دعا کے سننے والا ہے۔

جب حضرت زکریا نماز پڑھ رہے تھے تو اللہ کے حکم سے فرشتوں نے حضرت زکریا کو حضرت یحییٰ کی پیدائش کی خوشخبری دی کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے گا۔ اس پر حضرت زکریا نے کہا۔

رداے اللہ! میرے کیسے بچہ ہو سکتا ہے جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بائیکا ہے۔ تو خدا کی طرف سے ارشاد ہوا۔ کہ

”اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔“

قرآن میں صرف اس قدر ہے۔ مگر قرآن میں ہے کہ یہودیوں نے ان کو قتل کر دیا۔

حضرت ہودؑ

حضرت ہودؑ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد قوم عاد کے لیے بنی مبعوث ہو کر دنیا میں تشریف لائے۔ مکہ دنیا کے گمراہ انسانوں کو سیدھے راستے پر لائیں۔ تاکہ وہ خدا کے عذاب سے بچ سکیں۔ لیکن قوم عاد نے نہ صرف یہ کہ ان کی وعظ و نصیحت کو نہ سنا بلکہ ان کا ٹھٹھا غول کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ یہ بھی خوب ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اور پھر اس نبوت کے لیے تم ہی رہ گئے تھے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم تمہارے کہنے سے ان بتوں کی پوجا چھوڑ دیں۔ جن کو ہمارا آباؤ اجداد بتوں کے پوجتے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت ہودؑ نے ان کو خبردار کیا۔ کہ اگر تم نے خدا کا راستہ اختیار نہ کیا تو تم پر شدید عذاب نازل ہو گا۔ اس پر ہودؑی قوم نے کہا کہ یہ جو روزِ روزہ تو ہمیں عذاب سے ڈراتا ہے۔ جا اپنے خدا سے کہہ کہ ہم پر عذاب نازل کرے۔ میں ہرگز دیر نہ کرے۔

اس پر غیرت خداوندی جوش میں آئی۔ آسمان پر بادل نمودار ہوا۔ جس نے بعد میں ایک خونناک عذاب کی صورت اختیار کر لی۔ اور قوم عاد کے تمام سرکش لوگ اس عذاب کی نذر ہو گئے۔

عیسائی اور یہودی بھی اس مسجد کی زیارت کے لیے بکثرت آتے ہیں۔

مسجد میں ایک کمرے کے متعلق بتایا گیا کہ اس میں خاندان اہل بیت کو کوڑے سے لاکر رکھا گیا تھا اس جگہ حضرت زین العابدین کا مصلیٰ بھی بنا ہوا ہے ایک جگہ کے متعلق بیان کیا گیا کہ یہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک رکھا گیا تھا۔

اس خانہ کے نیچے سلطان ناصر الدین محمد کا مزار ہے اور ایک الماری کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال رکھے ہوئے ہیں۔ ناشرین ہر جگہ فوائد ادا کر رہے ہیں اس مسجد میں ایک کھواں بھی آتا ہے۔ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس کو حضرت خضر علیہ السلام نے کھود دیا تھا۔ قریب ہی ایک محراب میں یزید کے دربار کی جگہ بتائی جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)

خدا م الدین ایک اسلامی اور تبلیغی پرچہ ہے اس کی اشاعت میں حصہ لینا آپ اسلامی فرما ہے

نہیں کہ کھانے میں نقص نہ لگایا جائے تو فرمائیے کہ کیا ہم گھر میں لٹیکہ کو نہیں ڈالتے۔
میں نے کہا سبحان اللہ! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہ سبیل کے باورچی قتل کے ظلم ہیں کیونکہ ایک کوئی دو، کوئی تین اور کوئی اس سے بھی زیادہ قتلوں کا قاتل ہے۔ اگر وہ بگڑ گئے تو آپ کی بے حسرتی کو دیں گے۔

یہ یاد رکھیے کہ علم اور چیز ہے اور تربیت اور چہرہ ہے امراض روحانی کا نقطہ ایک علاج ہے اور وہ ہے اللہ والوں کی محبت۔ ان کی صحبت میں اللہ ہو کے پاک نام کی برکت سے اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ ان کے جوتوں کی خاک کے ذوق میں وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے بشرطیکہ عقیدت ادب اور اطاعت کا دامن ہاتھ سے چھوٹے نہ پائے۔

ان میں سے ایک مرقی ہے حلال اور حرام کی تمیز۔ دوسرا موتی ہے کشف قیود۔ حقیقہ کو یہ نعمت عطا شدہ تھی۔ ایک دفعہ آپ تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں دو قبریں آئیں۔ فرمایا دونوں کو قذاب ہو رہا ہے۔ دھا اینڈ بائی فی کبیر دونوں کو کسی بڑے گناہ کے سبب سے عذاب نہیں ہو رہا ایک جہنم خور تھا اور دوسرا چھاپ سے پرہیز کرتا تھا۔

جیسے میرے نوجوان ان باتوں کو نہیں مانتے ان سے کہا کہ تمہارے چودہ سال کا خرچ میرے پاس لا کر جمع کرا دو۔ تو میں بتائیں ایسے اللہ والوں کی صحبت میں جا بٹھاؤں گا جو تمہاری تربیت کرینگے پھر ایک منٹ میں تم تیار ہو گے کہ قبرزادہ المقبور روضہ میں ریاض الجنۃ (اس صاحب قبر کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے) اور قبرزادہ المقبور حضور من حضرت امیران اس قبر والے کی قبر جہنم کے گوشوں میں سے ایک گڑھا ہے) یہ چیزیں جہنم اسلام نہیں۔ کون کہتا ہے کہ جن کو کشف قیود حاصل نہیں وہ مسلمان نہیں۔

آج میں عرض تظیف کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تیسواں پارہ سورۃ التظیف میں فرماتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ تَطْفِیْطُہٗنَّ - الَّذِیْنَ اِذَا اُکْتُلُوْا عَلَی الدَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَانُوْا اَعْوَدَ زُوْہُہُمْ یُخِیْمُوْنَ (حاکمیت ہے مطفیعین کے لئے۔ جب لوگوں سے ناپ کو لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب ان کو ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں یا یہ حکم ناجسبیشہ کے لئے ہے کہ اگر وہ کسی سے کوئی چیز لیں گے تو پالیس سیر کی بجائے ساڑھے چالیس سیر وصول کریں گے۔ لیکن اگر کسی کا آپ کو دیں گے تو پالیس سیر کی بجائے

ساڑھے اسیس سیر ہی ملے گی۔ مگر اس حکم کی علت عام ہے۔ اس کو ذرا وسیع کر دیجئے تو ہر دو شخصوں میں تظیف ہو سکتی ہے۔ تظیفیت کیا ہے؟ اپنا حق پورا لینا اور دوسرے کا حق ادا نہ کرنا۔ بیوی اور خاوند۔ باپ اور بیٹا۔ آقا اور نوکر وغیرہ میں تظیفیت ہو سکتی ہے۔ عام طور پر بیوی کی پر خیاالتی ہوتی ہے کہ خاوند جو کچھ کھا کر لائے وہ سب میری جھولی میں لاکر ڈال دے۔ اور والدین کو ایک کھڑا دھیلہ بھی نہ دے۔ اس کے باوجود اگر وہ خاوند کو وقت پر روٹی بھی نہ دے تو وہ مطف ہے۔ اگر وہ پوچھے تو طرح طرح کے بہانے بنائے۔ بعض اوقات خاوند مطف ہوتا ہے۔ اگر وہ خود ہٹل سے دو وقت مرغی غذا بن کھا آئے اور بیوی بچوں کو مال کے لئے دو پیسے دیدے تو یہ خاوند مطف ہے۔ نداری بھی مطف ہو سکتا ہے۔ اگر اس نے کسی کا بچہ کام سکھانے کیلئے اپنے پاس بٹھلا رکھا ہے لیکن سارا دن اس سے حق کی چلیں بھروا تا ہے اور کام نہیں سکھاتا۔ استاد اور شاگرد میں بھی تظیفیت ہو سکتی ہے۔ اگر استاد مطالعہ کر کے نہیں آتا اور شاگرد کوئی سوال پوچھیں تو اسٹال کو ڈانٹنے لگے تو وہ مطف ہے۔

یہ مرض تظیفیت جہنم میں لے جائے گا۔ دلیل للتطفیفین۔ دلیل کے معنی ہلاکت بھی ہیں۔ اور جہنم میں ایک وادی کا نام بھی دلیل ہے۔ دونوں معنوں میں مطف ہنر کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس مرض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اس کا نقطہ ایک ہی طریقہ ہے۔ قرآن کی تعلیم ہو اور اللہ والوں کی صحبت ہو تو باقی امراض روحانی کی طرح مرض تظیفیت سے بھی آہستہ آہستہ شفا ہو جاتی ہے۔

آپ یہاں آتے ہیں کتاب و سنت کا پیغام سناتے ہیں۔ تھوڑی بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ آپ کے بیوی بچے یہاں نہیں آتے۔ ان کو عذاب الہی سے بچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُوْا اَنْفُسْکُمْ وَاٰہْلِیْکُمْ ذٰلِہٖ (اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ) اگر آپ نے اس ذمہ داری کو ادا نہ کیا۔ تو یاد رکھیے قیامت کے دن آپ گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لیے آنکھوں میں دل ایک جونی خرچ کر کے مفت روزہ و خدام الدین لے جایا کریں۔ کیونکہ میری جمعرات کی تقریر اس میں چھپتی ہے۔ اگر بیوی اور بچے پڑھے ہوئے ہیں۔ تو ان سے کہیے کہ خود پڑھ لیں ورنہ ان کو بڑھ کر سنا دیا کریں۔ انہیں کا یہ مقصد نہیں کہ اس کا اخبار لکھے اور

نفع ہو بلکہ یہ تو روزخ سے آپ کے اور آپ کے بیوی بچوں کو بچانے کا سامان ہے۔
انہیں ۳۴ سال سے قائم ہے مگر خیر جمع کرنے کے لیے اس نے کبھی سفر نہیں رکھا۔ میرا بھتیجہ کا ایک نہ ایک سفر ہوتا ہے۔ علماء و محدث تفسیر کے آتے ہیں۔ ملک کی تقسیم سے پہلے ۸۰۔۹۰ ملک آتے تھے۔ اب چالیس پچاس جوتے ہیں مگر میں نے کبھی ان کے لیے جزوہ کی اپیل نہیں کی۔ روزی رسول اللہ تعالیٰ میں۔ وہ خود ہی بھجوا دیتے ہیں۔ دی ان کو لشکار اور سکھر سے لائے۔ اور وہی ان کا روزی بھی بھجوا دیتا ہے۔

ایک دفعہ خواجہ نظام الدین اویار حضرت ابراہیم علیہ سے بادشاہ ناراض ہو گیا۔ اور حکم دیدیا کہ ضربت زندگی میں سے کوئی چیز ان کے ہاتھ نہ پہنچے۔ پھر بے جھادے گئے۔ جوانی کے ہاں آتا اس کی تلاشی لے کر آئے۔ دیکھتے۔ ایک دن وہ خادم کو ساتھ لے کر باہر تشریف لے گئے اور خادم سے فرمایا جو خریدا ہو خریدا۔ جب دیکھا کہ بازار لگا ہوا ہے۔ اور ہر چیز موجود ہے۔ تو عرض کی حضرت یہ کیا ماجرا ہے۔

فرمایا کہ ہمارے حصہ کا جو رزق تھا اس کو ہمیں پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ملاکر عطا کر دیا۔ حکم دے رکھا ہے کہ وہ یہاں جنگل میں بازار لگا کر بیٹھا کریں۔ یہ اعتماد علی اللہ ہے۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔ جس کو چاہے عطا فرمائے اس سعادت بزرگ بازو نیست نا نہ بخش خداے بخشش

میرے دوسری ہیں۔ حضرت دین پوری اور حضرت امروٹی۔ حضرت امروٹی عالم بھی تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا ہے جو اب چھٹی و دفعہ چھپا ہے۔ میرے لیے اس میں سے ایک پیسہ بھی حرام ہے۔ صرف ان کی روح کو نواب پہنچانے اور اشاعت دین کے لیے چھپایا جاتا ہے۔ میں نے ان کو ٹائٹلی بیچ پر قسب الاقطاب لکھا ہے۔ اور ایسے کرام میں یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ لیکن وہ جب کبھی خاص بات فرماتے تو فرماتے ان گنگا کے آنکھوں نے یہ دیکھا۔ حضور کی دعا ہے۔

اَللّٰہُمَّ جَلِّیْ فِی عِیْنِ صَغِیْرٍ وَاَوْفِیْ عِیْنِ الدَّاسِ کَبِیْرٍ
(اے اللہ تو مجھے اپنی نظر میں ذلیل اور دوسرے لوگوں کی نظر میں مغزز بنا)
اللہ والوں کا یہ حال ہوتا ہے۔ ان کے رشتہ یا نہتہ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے بڑے سے بڑا گنگا بھی آ جاتے۔ تو وہ اس کو اپنے سے اچھا سمجھتے ہیں۔ حضور ابراہیم علیہ کے بعض اوقات ایک شخص ساری عمر جنت

کے کام کرتا رہتا ہے۔ جب ایک ہاتھ جنت میں جانے سے باقی تھا کہ ایک کام اس سے الیا ہو گیا کہ سیدھا جہنم میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص ساری عمر جہنم کے کام کرتا رہتا ہے۔ جب جہنم میں جانے سے ہاتھ باقی ہوتا ہے۔ اس سے ایک ایسا کام ہو جاتا ہے کہ وہ سیدھا جنت میں چلا جاتا ہے۔ اللہ والے یہ خیال کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آخر وقت میں اس گنہگار سے ایک ایسا کام ہو جائے کہ جنت میں چلا جائے۔ اور ہم سے ایک ایسا کام ہو جائے جو ہمیں جہنم میں پہنچا دے۔ چونکہ نظام چلانا تھا۔ اس لئے حضرت عمر ہر وقت درہ ہاتھ میں رکھتے۔ مگر اس کے باوجود اپنی ہستی فنا ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو بھی اپنی مہبتی ثنا کرنے اور مرضی لطیف سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

امام عظیم ابو حنیفہ زریں اقبال کے اقوال

- (۱) اگر علماء خدا کے دوست نہیں تو دنیا میں خدا کا کوئی دوست نہیں۔
- (۲) سب بڑی عبادت ایمان اور سب بڑا گناہ کفر ہے۔
- (۳) جو شخص افضل ترین عبادت کا پابند اور تر معاہدہ سے اجتناب کرتا ہے۔ اس کی عظمت کی امید کی جاسکتی ہے۔
- (۴) اپنے دوست (دشمن) کے لیے گناہ جمع کرنا اور اپنے دشمن (دوست) کے لیے مال فراہم کرنا۔ بہت بڑی غلطی ہے۔
- (۵) کسی نے امام صاحب سے دریافت کیا کہ یہ علم و صیغہ آپ کو کیونکر حاصل ہوا۔ فرمایا اس دعا کی برکت سے اللہم انا نستغیثک علی طاعتک۔
- (۶) اس قسم کے سوال کے جواب میں دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا کہ جب میں نے کوئی حکمت یا نفع کی بات سیکھی۔ تو میں الحمد للہ کہا۔ پس شکر کی بدولت میرا علم ترقی کرتا گیا۔
- (۷) ایک اور موقع پر اس کا جواب یہ عطا فرمایا میں نے غیر کو تباہی میں مبتلا نہیں کیا اور سیکھنے کو غار نہیں سمجھا۔
- (۸) جس وقت انسان کی آواز سنو فوراً نماز کے لئے تیار ہو جاؤ۔
- (۹) نماز کے بعد کسی قدر وظیفہ ضرور پڑھا کرو۔

بقیہ خواہر الفاتحہ (۱۷ سے آگے)

کرامت سے بڑھ کر ہے۔
اصل میں قرآن کے نظام کو قائم کرنے کے لیے صبر و استقامت کی ضرورت ہے اور ہر جہد میں کامیابی اسی پر موقوف ہے۔

۵۔ طلبِ نعمت :- دنیا اور آخرت کی نعمتیں بھی اللہ ہی سے مل سکتی ہیں۔ اس کے لئے ان حضرات کی پیروی کرنی ہوگی جن پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء اور صالحین۔ ان کا طریقہ ہی صحیح طریقہ ہے۔ اور ان کا نمونہ ہی اچھا نمونہ ہے۔ ان حضرات کی صحبت اور پیروی ہی سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی بے بہا نعمتوں سے نوازتا ہے۔ ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے والے دنیا میں تخت شاہی کے مالک اور آخرت میں جنت الفردوس کے وارث بنتے ہیں۔

قرآن کو اپنا نصب العین بنانے اور اس کی خاطر صبر و استقامت سے جہد و جد کرنے کے بعد فوائد حاصل ہوتی ہیں۔ اور نعمتوں کے دروازے کھلتے ہیں۔

۶۔ احتراز از غضب الہی :- طلبِ نعمت کے لیے اللہ کے غضب سے بچنا بھی ضروری ہے یہ گویا پیر ہے اُلو کاموں سے جو سے اللہ کا راضی بنا ہے۔ ہدایت کے انور سے اللہ کا غضب بڑھتا ہے اور انسانی تاریخ ایسی قوموں کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ جنہوں نے سرکشی کی راہ اختیار کی۔ اور پھر ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔ کس قدر ظلم ہے کہ اللہ کے کہلائیں۔ اس کی روبرو سب سے فائدہ اٹھائیں۔ اس سے سرکشی اور بناوٹ اختیار کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں ذلت و رسوائی حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں وہ جہنم کا اندھن بنتے ہیں۔

نعمت حاصل ہو جانے کے بعد اس کا قائم رکھنا اس بات پر موقوف ہے کہ اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کیا جائے۔ ورنہ وہ خدا جو نعمت دے سکتا ہے جسے چاہے سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے کسی کو نعمت دے کہ کبھی وہیں نہیں لیتے جب تک وہ خود بد نہیں اور نعمتوں کو بے جا صرف نہ کریں۔

۷۔ احتراز از غلاط :- سیدھی راہ پر قائم رہنا اور فراط و تفرط سے بچنا بھی ضروری ہے اگر قدامتِ ادھر ادھر سے تو گمراہ ہو جائیں گے جس کا نتیجہ کلمہ خدا نقصان ہو گا اور دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گے۔

گمراہی سے بچنا اور اعتدالی کی راہ اختیار کرنا نعمت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ جیسے اللہ کی نافرمانی سے نعمت سلب ہوتا ہے ایسے ہمارے اپنی طرف

سے کمی بیشی کرنے سے بھی نعمت جاتی رہتی ہے۔ تاریخ انسانی میں ایسے لوگوں کے واقعات بھی ملتے ہیں جنہوں نے کمی بیشی کی اور سیدھی راہ سے ہٹ چکے گئے۔ اور پھر برباد ہوئے۔

یہ سورہ ناسخ کا خلاصہ ہے۔ اور سارا قرآن حکیم اس کی تفصیل ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو قرآن کو اپنا نصب العین بناتے ہیں۔ اور اس کی ہدایت پر چلتے ہیں۔

اور اس کے غلبے کے لئے جہد کرتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث بنتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل کر

|| آمین ||

بقیہ خلافت راشدہ اور وزارت حاضرہ

حضرت عمر فاروق کے پاس بیٹھ گئے۔ یعنی بیٹوں سے اس کا دل بہلاتے رہے اور اس کا غم غلط کرتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد غصے سے کراہنے کی آواز نہ ہوئی اور کچھ دقت پر ان کی نگاہیں گہری کے فوٹوں میں خوں مہر انجام دے کر باہر تشریف لائیں۔ اور اپنے آگے عصمت و غیرت کو مخاطب کر کے فرمایا :-

امیر المؤمنین آپ کے بھائی کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو فرزند عطا فرمایا ہے۔

بروئے امیر المؤمنین کا لفظ سنا۔ تو دزدانہ ہو کر بیٹھ گیا۔ لیکن حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ انسانی فرض تھا جو ادا کیا گیا ہے۔ کل سیر کے کوئیک میرے پاس آئیے۔ تاکہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

کاش دوزخ حاضرہ کے اربابِ حل و عقد اور ان کی بیگماتِ عالیہ اس واقعہ کو پڑھ کر دہش ہدایت حاصل کریں۔ اور اپنی بیگمات کے سالہا سال کو محاسبہ کر کے اللہ کی چند لمحاتِ مقدسہ پر قربان کر دینا سیکھیں۔ تاکہ اس آسمان کے نیچے اور اس سرزمین کے اوپر مظلوم اور کراہتی ہوئی انسانیت کی آہ و بکاہد نعمت سرور سے بدل چکے۔ کاش! ہمارے ہاں ان کی نظریں مغربی ممالک کی روحانی فضاؤں کے لیے ہی وقت نہ رہیں۔ بلکہ اسلامی دنیا کی طرف بھی اٹھیں تاکہ اُن کی مددوں میں انقلاب پیدا ہو۔ اور اُن کے حسن عمل سے پاکستان کی حکمت خدا واد کا گوشہ گوشہ جگمگا اُٹھے۔

مسلمان کے لیے ہیں۔ بے سلیقہ و لہو بازی کا مروت حسن عالمگیر ہے۔ سردارِ عالمی کا (اقبال)

مسئلہ یہ بنتی کیا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیشینتر آدمیوں کو لائقِ اہداد یہودیاں رکھنے کی جرأت اٹھتی۔ آپ نے ان کی تعداد چار تک محدود کر دی۔

قرآن بیان کرتا ہے کہ وہ مرد جو دو بارہ سے زیادہ عورتوں میں انصاف پر قرار نہ رکھ سکے۔ وہ صرف ایک عورت پر اکتفا کریں۔ (قرآن کی یہ تفسیر اذہوری ہے۔ حالانکہ اسی سورتہ نساء میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھے علم ہے کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے)

ایک بہت مشہور غلط فہمی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے "جنت" کے وعدہ پر مبنی ہے۔ خشک سرزمین اور ریگ نادوں میں انہوں نے فرمایا کہ پھر سے آدمی آتش و دوزخ کی صعوبتیں برداشت کریں گے۔ اور بیک آدمیوں کو ابدی جنت ملے گی جس میں مہینا بہرہ بہتی ہوں گی۔ اور خوبصورت حوریں موجود ہوں گی۔ مغربی خیال جو حقیقت حور سے ناہم ہے انہوں نے اس نقطہ پر توجہ انگریزی کے بدترین نقطہ سے کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر کوڈ پڑے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہشت سلہوت رانی کی جگہ ہوگی۔ ان کا ایسا خیال بالکل بے ہودہ ہے۔ حور تو ایک جود سماوی سے مشتق مخلوق ہے وہ لاثانی حسین سے اعدادی روڈینو میں گذشتہ موسم گرما میں ایک اسلام کے بہت بڑے فلسفہ کے ہمراہ ایک ابتدائی محسوس کے کنارے کھڑا تھا۔ فلسفہ محسوس کہنے لگا کہ آج بہت زور صرف اس بات پر دیا جا رہا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جنت محض خیالی تھی۔ ذرا میری بات منو کہ میں نے اپنی تمام زندگی اللہ کی اطاعت میں اس پتے پر گئے محراب میں بسر کر دی ہے۔ میں نے صرف جنت حاصل کرنے کے لیے دنیاوی خواہشات کو یکے بعد دیگرے ٹھکرایا ہے۔ اور اگر مجھے جنت مل جائے اور نہ مل تو سروریا ہوں نہ کعبور کے درخت اور نہ حسین خوشیزا میں جن کی محبت میں رہ سکوں تو میں سمجھوں گا کہ مجھ سے بہت بڑا دھوکا ہوا ہے۔

تمام اعمال حیات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بہترین نمونہ تھے۔ جب اُن کے چہنٹے بیٹے ابراہیم انتقال فرما گئے تو سورج پر گرہ من اُگیا اور یہ مشہور ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور اس غم میں شریک ہیں اس پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ گرہن نظام سماوی کا ایک نشان ہے۔ اس کو کسی انسان کی موت یا حیات پر منتظن کرنا نادانی ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنی وفات پر
بھی کچھ بے خودی میں کسی نے ان کی تقدیم کو
غلط سمجھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس مستحق نے جہان
کے نظم و نسق کے جانشین بننے والے ہونے اپنی
نہایت شاندار تقریر میں اس فوشہ کا خاتمہ کر دیا۔
فرمایا ”اگر تم میں سے کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کمی پریشانی کرنے والا ہے تو وہ جان سے گھر
انتقال فرما گئے۔ اور اگر خدا کی بندگی کرنے والا ہے
تو جان سے کہ وہ زندہ جاوید ہے۔

محمداً (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عام مدفن میں آرام فرما رہے ہیں اور جو ان کی نقض و مبارک کے منتظر یورپ میں تجرین مشہور موقوفہ قطعاً بنایا ہی چیزیں بیان کرتی ہیں کہ وہ لوگ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو اپنانے میں کیوں محمدی کہلوانا پسند نہیں کرتے صحرا کے فلاسفر نے گذشتہ گرام کہا کہ عیسائی وہ ہے جو یقین رکھتا ہے کہ جیسا خدا ہی کے ایک حصہ تھے۔ اسی طرح قیاس کیا جا سکتا ہے کہ محمدی وہ ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ذات باری کا جز سمجھے حالانکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ایمان کے مطابق عبد و رسول تھے۔ آپ نے شواہد یاں کہیں۔ آپ کی اطلاع ہوئی آپ نے معاش اختیار کی۔ وفات پائی اور دفن ہوئے کوئی ذی علم شخص ان کی پوچھا نہیں کرے گا۔ اسی بنا پر ہمیں مسلمان کہنا..... وہ جو اللہ کی رضا پر سر جھکا رہے ہیں۔

قرآن غالباً وہ کتاب ہے۔ جو تقریباً **کتاب** دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ اور یقینی طور پر سب سے زیادہ اذہن کی جاتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے مانتے والوں کی زندگیوں میں یہ کتاب سب سے زیادہ اثر انداز ہو رہی ہو۔ یہ عربی زبان میں ہے اور اکثر مسلمان اس بات خیال رکھتے ہیں کہ اس کا ترجمہ (مترجم) جو مری زبان میں نہ ہو۔ کیا جاسکتا ہے۔ کہ ایسی چیز اسلام کے پھیلنے میں سبب رہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام دنیا میں محض اس کتاب کو پڑھنے کے لیے عربی جیسی مشکل زبان سیکھی جاتی ہے۔ تاکہ اسے اصل الفاظ میں سمجھا جائے اور وہی الفاظ بولے جائیں۔ یہ کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سلام اور سلام کے درمیان مدینہ اور مکہ میں نازل ہوئی۔ پہلے پہل کپڑوں اور مویشیوں کی بڑیوں پر لکھی گئی۔ پہلی آیات اس تعلیم پر مبنی تھی۔ کہ مسعود صرف ایک خدا ہے الرحمن الرحیم ہے۔ صرف نہی ایک خالق ہے جو کچھ ارمن و سما میں ہے سب اسی کا ہے۔ یہی پیغام تھا۔ جس نے افراد اور اقوام کی کلیا پلٹ دی۔ بعد کے سالوں میں جب اسلام نے عرب کے وسیع خطوں میں دخول شروع کیا تو سوشل کے نظم و نسق اور مسائل کی عقدہ کشی کے متعلق تعلیمات اتریں۔

ایک یہودی یا نصرانی جو قرآن کو پڑھتا ہے وہ کافی حد تک اس کو اپنے سے مانوس پاتا ہے۔ اگر اس میں سے خاص آیات ایک گرجا میں پڑھی جائیں تو عوام احساس کو یہ تیز کر فی مشعل ہوگی کہ یہ کس کی تعلیم ہے۔ جیسے کہ دو بھائیوں میں

ایک چٹایا "یوسف کو قتل نہ کرو۔۔۔ کیونکہ اگر تم کچھ کرنا ہی چاہو تو اسے کہیں کی زمین پر بھیک نہ دو۔ اسے ایک مسافر کی مانند نہ اٹھاؤ گے۔"

”جوناہ (حضرت یونسؑ) کو بھی ہم نے بھیجا تھا
جب وہ ایک لڑے ہوئے جہاز میں پہنچ گئے۔ تو
انہوں نے فرار ہی کا اقرار کر لیا۔ اور منہد میں گر گئے
گئے۔ تب ایک بہت بڑی مچھلی انہیں نگل گئی۔
لا مہوری (مرحوم) نے سوال کیا مجھے بتایا کہ
میں چلائے گا۔ جبکہ کسی مرد نے مجھے جیسا کہ تک نہیں
ہے۔ اور نہ میں بدکار ہوں۔“

فرشتے نے جواب دیا۔ ”ایسا ضرور ہوگا؟“
 تنہا لا آقا کہتا ہے۔ ایسا کرتا میرے لیے بہت آسان
 ہے۔ پس میرے لیے چیلنج کو کیا ہے؟ اور اس کے
 ساتھ ایک فیصلہ کرنا۔ ”میرے لیے چیلنج کیسے؟“

ہدایت اور نصرت کے بہت سے مشہور
نام قرآن میں موجود ہیں۔ قرآن کے طور پر پہلی مشہور
باب حضرات نوحؑ، یدٰنسؑ، یوسفؑ، ابراہیمؑ
اور مریمؑ کے نام یہ ہیں۔

اگرچہ اللہ پیغمبروں کے خصوصاً باب نہیں
 ہیں۔ لیکن ان کا ذکر غیر معمولی طور پر آیا ہے ان
 میں سے مسیحؑ - آدمؑ - راولؑ - ہالوتؑ - ایوبؑ
 موسیٰؑ - لوطؑ - احمد سیلوانؑ بہت مشہور ہیں
 چوتھی طور پر اسلام بھی اپنی پیار پیغمبری
 کی تعظیفات پر مشتمل ہے۔ جو محمدؐ
 (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے تشریف لائے
 حضرت عیسیٰؑ - نوحؑ - ابراہیمؑ - آدمؑ - موسیٰؑ -
 حتمہ آئی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا تصور
 نہیں کرتا۔ کیونکہ اس سے اسلام کے بنیادی عقیدہ
 یعنی توحید پر زور پڑتی ہے۔

قرآن انسانیت کی تعمیر کے لیے انتہائی طا
پر کوشاں ہے۔ مثلاً نہایت واضح طور پر کہہ گیا
ہے۔ کہ جب تم ایک دوسرے سے مستغنی
مارے میں کوئی کام یا کارکردہ نہ لکھو بیا کرو۔ اور
دعا گواہ بھی بنایا کرو۔ تاکہ اگر ایک بھولی جائے
قد و دوسرا یاد دہانی کر سکے۔

یہ انڈ کی نظر میں زیادہ پسندیدہ بطور خیریت ہے۔
پائندار اور تار سے آپس میں شہادت دور کرنے کے لیے
زیادہ مناسب ہے۔

قرآن اس لئے کیتا کتاب ہے کہ یہ ایک خدا پر ایمان
اور اس ایمان کی علی صورت کا سن دیتا ہے۔ ہر ایک
اسلامی ملک میں اکثریت ایسے شہر لیل کی ملے گی جن
کا عقیدہ یہ ہوگا کہ ریاست کا نظام مسیحی طریقے سے
ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کا نظم و نسق تعلیم و تہذیب
یعنی یہ ہے۔

135

بقیہ خطبہ (دوسرے اگے)
ہر دین کے عوض ایک نیکی ہے۔

قرآن نبوی

یوم النحر یعنی عید قربان کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینکڑوں بالوں اور کھردوں کے سمیت لٹے گا۔ اور قربانی کرنے والوں کی نیکیوں کے پلے میں ڈالا جائے گا۔ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ قربانی کے جانور کو خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کیا کر دے کیونکہ وہ پل صراط پر تہا رہی سہا رہی ہوگی۔

قربانی کے جانور

قربانی کاٹے۔ بھینس۔ اونٹ۔ بکری۔ بیدھا اور دنبہ کی دی جا سکتی ہے۔ بکری۔ دنبہ۔ بیدھا ایک آدمی کی طرف سے اور گائے۔ بھینس۔ اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر ایک آدمی دینا چاہے تو بھی جائز ہے۔ سات حصہ داروں میں سے اگر کوئی شخص حقیقہ کا حصہ ڈالنا چاہے تو بھی جائز ہے۔ مگر سات حصوں سے زیادہ حصے ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

گائے۔ بھینس دو سال کی عمر سے کم عمر قربانی کے لیے جائز نہیں۔ اونٹ نہ ہو یا مادہ پانچ سال سے کم عمر کا جائز نہیں۔ بکرا بکری ایک سال سے کم عمر کا جائز نہیں۔ بھیر۔ بیدھا۔ دنبہ۔ دینی اگر چھ ماہ کی عمر کا ہو۔ تو جائز ہے۔

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں

بیمار۔ اندھا۔ کانا۔ لنگڑا۔ جو تین پاؤں پر چلتا ہو جس جانور کا کان تباہی یا تباہی حصہ سے زیادہ کٹا ہو۔ ناک۔ دم یا کوئی اور عضو تباہی حصے سے زیادہ کٹا ہو۔ بھیر۔ بکری۔ دینی جس کا ایک ٹھن اور گائے بھینس کے دو ٹھن نہ ہوں یا سوکھ گئے ہوں۔ اور دودھ نہ اتر سکے۔ دلیہ اندھا جانور جس کو چاہے پانی کی پیدا نہ ہو۔ دلا اور کمر در جانور جو خورد عمل کر نہ سچ خانہ تک نہ پہنچ سکے۔ یا جس جانور کے دانت نصف سے زیادہ گر گئے ہوں۔ ایسے تمام جانوروں کی قربانی نہیں دی جا سکتی۔ اگر کوئی شخص قربانی کا جانور خرید کرے۔ اور اس جانور میں کوئی شرعی عیب نکل آئے تو صاحب استطاعت وہ سرا جانور خرید کر قربانی دے۔

قربانی کا وقت

شہر یا قصبہ کے لوگ نماز عید سے پہلے قربانی نہیں

دے سکتے۔ البتہ دیہات کے لوگ نماز فجر کے بعد جہاں نماز عید نہیں پڑھی جاتی۔ قربانی دے سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مرنے سے پہلے وصیت کرے کہ میری طرف سے قربانی دی جائے تو اس کو شت میں سے احباب کو کھانا کھانا درست نہیں ہے۔ فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنا چاہئے۔ اگر خود کسی مردے کے حق میں قربانی دی جائے تو اس گوشت میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور احباب میں بھی تقسیم کر سکتا ہے۔ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا چاہئے۔ اگر خود ذبح نہ کر سکے۔ تو سامنے کھڑا ہونا چاہئے۔ اور بسم اللہ ادا کر کے ذبح کرے۔ ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ کرنا چاہئے اور بسم اللہ ادا کر کے کہہ کر چھری چلائی جائے۔ تمام وہ آدمی جو جانور کو پکڑے ہوئے ہوں۔ ان کو بھی تکبیر پڑھنی چاہئے۔ قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہئے۔

گائے۔ بھینس۔ اونٹ کے حصہ داروں کو تازہ پر تول کر تقسیم کرنا چاہئے۔ تاکہ کسی حصہ دار کو زیادہ نہ چلا جائے۔ البتہ کلاہ اور پائے جس حصہ میں ہوں۔ وہاں گوشت کم ہو۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ قربانی کے گوشت تین حصے کے برابر ہیں ایک حصہ خود رکھ لے۔ ایک حصہ دوست احباب اور رشتہ داروں کو دے۔ اور ایک حصہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کرے۔

قصاب کے متعلق

قصاب کو گوشت یا بھجی یا چربی یا کھال مزدوری میں ہرگز نہ دی جائے۔ بلکہ کھال زانے اور ذبح کرنے سے پہلے مزدوری ملے کرے۔ وہ اسی وقت ادا کرے۔

قربانی کی کھال

قربانی کی کھال اپنے مصرف میں لانا جائز ہے۔ چاہے اس کا جائے نماز۔ ڈول یا مشکیزہ بنالے اگر فروخت کرے تو دینی قیمت بعید فقراء اور مساکین کو تقسیم کرنا ضروری ہے۔ قربانی کے جانور کو بھوکا پیاسا ذبح نہیں کرنا چاہئے۔ اس کا بچا ہوا چارہ، دانہ اور رسی تاک کو خیرات کرنا چاہئے۔

قربانی کی کھالوں کا صحیح مصرف

تیاری بیوگاں۔ مساکین یا وہ تعلیمی اور دینی درسگاہیں جن میں دور دراز سے طلباء صرف علم الہنی حاصل کرنے کی غرض سے آئے ہوئے ہوں اور ان کا کوئی وسیلہ نہ ہو۔ مذکورہ بالا اداروں کے سوا اور کسی رفاہ عام پر قربانی کی کھالوں کی قیمت کا صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کھانوں

بنانا۔ نلکے لگوانا۔ مہرے یا مسجد بنانا خلاف سنت ہے۔ اسی طرح کسی ادارے کے ملازمین کی تنخواہوں پر مسدقات یا چھب کا خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ دینا تقبل۔ مٹا انا۔ انت اسمیع العظیم

بقیہ تذکرہ (دوسرے اگے)

کرتے ہیں۔ اسی قسم کے حضرات پر اقبال مرحوم کا یہ شعر صادق آتا ہے
حدیث بے خبراں ہے کہ بازمانہ بساز زمانہ با تو ساز تو با زمانہ ستیز کسی دوسرے شاعر نے انہی کے متعلق کہا ہے
شیر سیدھا تیرا ہے وقت رفتن اب میں یعنی اس قسم کے بلند کردار والے انسان پانی کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ نہیں بہتے چلے جاتے بلکہ وہ شیر کی طرح پانی میں طرف سے آ رہا ہے اس طرف چلتے ہیں۔ افراد ہوں یا اقوام بلند کردار دونوں کو یہ قوت عطا کرتا ہے۔ ان کی زندگی اور موت دونوں محمود ہوتی ہیں۔ زندہ رہے تو غازی۔ مر گئے تو شہید۔ گویا وہ دونوں صورتوں میں کامیاب ہیں۔

اس کے مقابلے میں نفس پرست افراد اور اقوام ہر وقت سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ وہ نقال بن کر دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ غیر کی بری چیز بھی ان کو اچھی نظر آتی ہے اور اپنی خوبی بھی ان کی نظر میں برائی بن جاتی ہے۔ وہ ہر طاقتور کے سامنے کھسپاتی جلی بن کر کھنبہ نو چنے لگتے ہیں۔ گویا وہ ع کے مصداق ہوتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کے عوام اور خواہں بلند کردار کے مالک نہیں ہیں۔ الا ماشاء اللہ وہ سب کے سب نفس پرست ہیں۔ ان حالات میں حکومت پاکستان کا ساری دنیا کے فیصلہ کے خلاف اپنی کونسی کی قیمت کم نہ کرنا غلط فیصلہ تھا اور وہ تقریباً پانچ چھ سال تک اس فیصلہ کو حق بجانب ثابت کرتی رہی۔ اگر قوم کا کردار بلند ہوتا تو وہ اس فیصلہ پر حکومت سے فتادوں کرتی۔ مگر اس نے تو اس کی دھجیاں بکھیر دیں۔ خدا خدا کر کے اب حکومت کو ہوش آئی اور اس نے خرابی بسیار کے بعد اپنا پہلا فیصلہ مسترد کر دیا ہے۔ اس کا فوری اثر تو یہ ہو گا کہ ہر چیز کی قیمتیں بڑھ جائیں گی۔ لیکن میں امید ہے کہ مقور سے ہی عرصے کے بعد قیمتیں اقبال پر آ جائیں گی۔ ہم خوش ہیں کہ سرکار کا یہ فیصلہ کو کھر واپس آ گیا۔ خدا کیسے حکومت کا یہ فیصلہ پاکستان کے حق میں مفید ثابت ہو۔ آمین!

(مدیر)

بیچوں کا صفحہ

حق کو چپ

بیچو! آج ہم بہتیں ایک ایسے بچے کی کہانی سناتے ہیں جس نے اپنی جان کی بھی پروا نہ کی اور سچ بول کر نہ صرف اپنا نام روشن کیا بلکہ ایک بہت بڑے گنگار کو بھی نیکی کی تعلیم دی۔ کہتے ہیں کسی زمانہ میں گیلان میں ایک بچہ رہا کرتا تھا۔ اس کی عمر ابھی چھوٹی ہی تھی کہ وہاں سے ایک قافلہ تجارت کرنے کی غرض سے دوسرے شہر جانے لگا۔ اس بچہ کی والدہ صاحبہ نے اسے بھی قافلہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جاتی دفعہ اس کی جیب میں پچاس روپے رکھ دئے اور نصیحت کی کہ بیٹا یہ بات یاد رکھتا کہ کبھی بھی تمہارے منہ سے جھوٹ نہ نکلے یہ کہہ کر اُسے رخصت کر دیا۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ راستہ میں قافلہ کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ اور مسافروں کا مال روپیہ سب کچھ چھین لیا۔ حتیٰ کہ ڈاکو اس لڑکے کو بھی پکڑ کر اپنے سرکار کے پاس لے

گئے۔ سردار نے اس سے سوال کیا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ لڑکے کو مال کی نصیحت یاد آگئی اور فوراً کہا کہ ہاں ہے۔ سردار نے پوچھا کیا ہے۔ لڑکے نے فوراً جواب دیا کہ میری اس جیب میں پچاس روپیہ ہیں۔ یہ بھی کہا کہ میری والدہ نے انہیں تجارت کی غرض سے مجھے دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا۔ بچے کے منہ سے سچی باتیں سن کر سردار دنگ رہ گیا۔ وہ سخت شرمندہ ہوا کہ وہ کس قدر بُرا ہے اور عمر رسیدہ ہو کر ظلم اور گناہ کرتا ہے ایک بچہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر بغیر جان کی پروا کئے ہوئے سچ بول رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اسے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی۔ اس نے وہیں توبہ کر لی کہ وہ آئندہ یہ برا پیشہ چھوڑ دے گا اور نیک آدمیوں کی طرح باقی زندگی گزارے گا۔

دیکھا۔ بیچو! ایک بچہ نے سچ کہہ کر کس طرح ایک ڈاکو کو نیکی کا راستہ سمجھایا۔ تم سن کر حیران ہو گے۔ کہ یہی بچہ بڑا ہو کر حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بنا۔ جنہیں ساری دنیا کے مسلمان اب تک عقیدت سے یاد کرتے ہیں۔

بیچو! اس کہانی میں تمہارے لیے یہ سبق ہے کہ خواہ کتنا ہی مشکل وقت کیوں نہ آ پڑے۔ تم کبھی جھوٹ بولنا نہ چھوڑو۔ اس سے نہ صرف تمہارا اپنا بھلا ہوگا۔ بلکہ تم دوسروں کو بھی نیکی کے راستہ پر لا سکو گے۔ بہتیں بھی کسی کا اگر خوف ہو تو سچ کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ بیچو! تم نے یہ سنا ہوگا کہ ”سچ کو آنچ نہیں“

تم نے دیکھا کہ حضرت پیر پیر رحمۃ اللہ علیہ نے سچ بولا تو کس طرح نہ صرف خود تکلیف سے محفوظ رہے بلکہ ایک ڈاکو کو بھی ہدایت ہو گئی۔

بچو! آخر میں ہم بہتیں جھوٹ کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مختصر سا اثنا و سناتے ہیں

”ابو ہریرہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کے جھوٹ بولنے کے لیے یہی بہت ہے کہ وہ جس بات کو سنے اسے نقل کر دے (یعنی تحقیق نہ کرے) (مسلم)

حکمت و خبریں

● ۲۷ جولائی - لندن - برطانوی وزیراعظم سٹراٹون نے چین کا کنفرنس کی تفصیلات بتاتے ہوئے ایوان عام میں اعلان کیا کہ ۱۹۵۶ء کے شروع میں روس کے وزیراعظم اور روس کی کمیونسٹ پارٹی کے ناظم انگلستان کا دورہ کریں گے۔ حزب موافق اور مخالف کی جانب سے اس خبر کا غیر مقدم کیا گیا

● ۲۷ جولائی - کراچی - مسٹر کھورو وزیراعلیٰ سندھ نے اعلان کیا کہ ایک یونٹ میں سندھوں کے اقتصادی، معاشی اور معاشرتی حقوق کا خیال رکھا جائے گا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ حکومت سندھ کے تمام ملازمین ایک یونٹ میں بحال رہیں گے۔

● ۲۷ جولائی - پشاور خان عبدالغفار خان نے مٹان میں تقریر کرتے ہوئے کہا - ”ایک یونٹ بنایا تمنا ہے۔ انہوں نے حکومت کو چیلنج کیا کہ وہ اس مسئلہ پر انتخابات کر لے۔ اس صورت میں نہ عوام کے فیصلے کے سامنے مستقیم ختم کرنے کو تیار ہیں۔ وہ موجودہ دستور کا یونٹ کے متعلق فیصلہ قبول کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ وہ صرف اس دستور کا فیصلہ یابیں گے جو ملک بھر میں عام انتخابات کے ذریعہ قائم ہو۔“

● ۲۷ جولائی - منٹری - مولانا عبدالستار نیازی جن کی مجلس بے جا کی درخواست ہائیکورٹ لاہور نے ۲۷ جولائی کو منظور کر لی تھی۔ آج منٹری جیل سے رہا کر دیے گئے۔ وہ رہائی کے فوراً بعد لاہور روانہ ہو گئے۔

● ۲۷ جولائی - لاہور سے گزرتے ہوئے وزیر داخلہ سکندر مرزا نے بتلایا کہ ہندو روڈ کے اندر اندر ایک یونٹ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ۸ اگست کو ہونے والے دستور کے اجلاس میں سب سے مقدم اس فیصلہ کو رکھا گیا ہے۔

● ۲۸ جولائی - کراچی - مالی دعوہات کی بنیاد پر حکومت افغانستان نے آج ہنگامی حالات کے ختم کرنے اور نئی بھرتی شدہ فوج کے قیام کے اعلان کر دیا ہے۔

● ۲۸ جولائی - کراچی - جناح عوامی لیگ سندھ سندھ عوامی محاذ اور سندھ ہائی کمیٹی نے مطالبہ کیا ہے کہ سندھ کے وزیراعلیٰ مسٹر ایم۔ اے کھورو کو ان کی بدعالیوں کے باعث برطرف کر دیا جائے۔

● ۲۸ جولائی - کراچی - سکندر مرزا نے اعلان کیا کہ ایک یونٹ بننے سے قبل دستور سازی کا کام شروع نہیں ہو سکتا۔

● ۲۸ جولائی - جینوا - جب تک کہ تحقیقات اسلحہ کا کام شروع نہ ہو۔ برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ نے کل اقتصادی ترقی کے لیے اقوام متحدہ کے خاص نمٹ کی مخالفت کی۔

● ۲۸ جولائی - لندن - مسر می وزیراعظم کرنل ناصر نے جنرل نجیب کی گرفتاری کی خبر کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ان کو پابند کیا ہوا ہے۔

● ۲۸ جولائی - الجیریا - ایک خوفناک لڑائی میں تیس وطن پرست الجیری اور تیس سرکاری فوجی جاں بحق تسلیم ہوئے۔

● ۲۸ جولائی - نئی دہلی - ہندوستان کے مشرقی حصہ میں طغیانی سے دھان اور مچھ سن کی فصلوں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

ایک ۵ سالہ مرہٹہ نوجوان کو تاگ پور میں ۱۲ مارچ ۱۹۵۵ء کے دن پھٹنہ ہو رہا تھا کہ حملہ کرنے کے جرم میں چھ سال قید یا مشقت کی سزا دی گئی۔

● ۲۸ جولائی - کراچی - آج یہاں آرام باغ میں ایک جلسہ مباحث میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مراکو اور الجیریا میں فرانسیسی تشدد کے خلاف عدالتیں احتجاج بند کرے۔

● ۲۹ جولائی - واشنگٹن - بحرالکاہل کو شش سالہ ہائیڈروجن بم کے تجربات سے نامہ اٹھانے ہوئے ریاستہائے متحدہ امریکہ نے نئی قسم کے ایٹمی ہتھیار بنانے شروع کر دیے ہیں۔

● ۲۸ جولائی - پشاور - محبوب سرحد کے نئے وزیراعلیٰ سردار بہادر خاں نے کہا کہ ایک یونٹ کا مسئلہ ان کے نزدیک جزو ایمانی ہے۔ اور اس کی مخالفت کرنے والے ملک کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ اپنی ذاتی اغراض کی بناء پر وہ ملک میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔

● ۳۰ جولائی - ہانگ کانگ کمیونسٹ چین کے وزیراعظم مسٹر چو نے آج تجویز کی کہ ایک مشترکہ معاہدہ ہونا چاہئے جس پر چین - ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور دوسرے ایشیائی اور بحرالکاہلی ممالک کے دستخط ہوں۔ اس معاہدہ کا مقصد ہے کہ موجودہ متضاد فوجی ہلاکوں کی جگہ امن عالم کے لیے ایک متحدہ محاذ قائم کیا جائے۔

● ۳۰ جولائی - پشاور - سرحدی عوامی لیگ اور سرحدیوں کی مشترکہ کونسل نے کل رات اپنے اجلاس منعقدہ ماکی شریف میں مطالبہ کیا ہے کہ عوام کے فیصلہ کے بغیر ایک یونٹ کے مسئلہ کو طے نہ کیا جائے۔

● ۳۰ جولائی - نیویارک - ایشین افریقین جماعت نے کلی اقوام متحدہ کے چیئر کو آرڈر کو تحریری درخواست پیش کی ہے کہ مراکو اور الجیریا میں فرانسیسی راج کے سوال کو ۲۰ ستمبر ۱۹۵۵ء کو ہونے والے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں پیش کیا جائے۔

● ۳۰ جولائی - سرگودھا - ایک بیک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ضلع شامپور کے ڈپٹی کمشنر نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ طوفان زدگان کے امدادی فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں۔ اس طوفان کا اثر اس ہزار افراد اور ایک لاکھ چھیڑ ہزار مویشی پر ہوا ہے۔

● یکم اگست - کل رات حکومت پاکستان نے اپنے ریڈیو کمیٹی کو گراکو ستمبر ۱۹۵۵ء سے پیشتر جو اس کا پورٹسٹنگ سے مناسب تھا۔ اس کو بحال کر دیا ہے۔ آئندہ تبادلہ میں پاکستانی ریڈیو ایک ضلع اور چھ مین کے برابر ہوگا۔

● یکم اگست - کراچی - وزیراعظم مسٹر محمد علی نے کہا کہ انہوں نے کشمیر کے بارے میں دستور ساز اسمبلی کی تمام پارٹیوں کے لیڈروں کی میٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ وہ گورنمنٹ کے آئندہ اقدام کے متعلق اس کو کوئی مشورہ دے سکے۔

● یکم اگست - جینوا - چین اور امریکہ کے درمیان گفتگو کا پہلا سیشن ۴۸ منٹ جاری کر رہا ہے۔

● یکم اگست - مراکو کے عدالت کے عدوان میں عید الاضحیٰ کے روز ۱۵ شخص مارے گئے۔